جولائی ۱۹۶۶ء

۷۸۶

هُوَالحق ـــــ هُوَالمُعِین

إِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيلًا

المنتہ للہ کہ اس زمانہ پرفتن و مصائب نازک الحاد بے دینی، گمراہی کا زمانہ ایک خدادوست کی سوانح چھاپ کے شائع عام کیجارہی ہے کہ اس کی رہنمائی میں عامہ مسلمین خصوصاً متوسلین و معتقدین ہدایت پائیں گے اور منزل مقصود پہنچنے کی کوشش کریں گے اور فقیر کو دعا ہیں کرتے رہیں گے

ذکرِ ولی

یعنی منبع نورِ شریعت مجمع البحرین الطریقت والحقیقت محبوب اللہ الصمد حضرت خواجہ قبلۂ عالم خواجہ احمد میروی صاحب قدس سرہٗ العزیز بہ حسب الارشاد حضرت فقیر عبداللہ صاحب مدظلہٗ سجادہ نشین میرا شریف

ـــــ مؤلفہ ـــــ

الحاج حکیم مولوی سید کرم حسین شاہ صاحب رضا خلیفہ میروی

مالک مشہدی دواخانہ

چواسیدان شاہ ضلع جہلم

اردوم　　　ایک ہزار　　　قیمت ایک روپیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ الذی نور قلوبنا بنور قلوب اولیائہ یسعیٰ نورھم بین ایدیھم وبایمانھم مبشرین بجنّٰت تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا وزین نفوسنا بحلیتھم والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم رسلہ وجمیع الانبیاء وعلیٰ عبادہ الصالحین والعاقبۃ للمتقین ولا عدوان الا علی الظالمین ۔

بزرگو! اللہ تعالیٰ تم کو اپنے فضل و کرم سے سلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی تابعداری اور پیروی نصیب کرے کیونکہ خداوند کریم جل جلالہٗ اور انبیاء عظام علیہم السلام کے ذکر اذکار کے بعد کوئی ذکر اولیائے کرام و صوفیائے عظام کے ذکر سے بہتر اور بڑھ کر نہیں ہے کہ ہر بات ان کی ان کے حوال کا نتیجہ ہے۔ تو حال کیا اعمال ان کا ذکر موجب نزول رحمت الٰہی کا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے (عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ) یعنی بزرگوں کے حالات و ملفوظات کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت نازل ہوتی ہے خداوند تعالیٰ نے اس زمانہ پُرفتن میں ہماری اصلاح و دعوت اور رہنمائی و ہدایت کی خلعت صاحب الزہد والتقویٰ حضرت غریب نواز خواجہ احمد صاحب میروی قدس سرہٗ کو پہنائی ہے اور احیائے سنت و دعوت و تبلیغ کا منصب خاص آپ کو سپرد ہوا اس ملک میں فقر کا صحیح مصداق اس نیلگوں آسمان کے نیچے کوئی دوسرا نظر نہ آیا اور نہ ہی تلاش سے کہیں ملا اور نہ آئندہ ملے گا بالخصوص آپ جیسے بزرگ کو اس ڈھونگ [illegible] تق و دق جنگل بیابان میں رہنا پرورش پانا آج تک نصیب نہ ہوا۔ آپ کے سلطان سلطنت طریقت اور سالک مسلک شریعت ہونے کا اعتراف صرف آپ کے حلقہ بگوش اور مریدوں اور متوسلین ہی کو نہیں بلکہ علمائے ظاہر جنہوں نے ایک دفعہ آپ کو دیکھا آپ کی صحبت و مجلس میں بیٹھے بے ساختہ پکار اٹھے

کہ آپ کا کوئی مثیل اس زمانہ میں موجود نہیں ہے۔ آپ نے حق کے اظہار اور فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ادائیگی میں جس طرح ثابت قدمی دکھائی اس کی نظیر آپ ہی ہیں۔ بڑے بڑے دنیادار حکومت و دولت کے عمال آپ کی مجلس میں پائی تکے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے تھے آپ ساری زندگی میں کبھی کسی سے مرعوب نہیں ہوئے آپ نے اپنے فضل و کمال سے دنیا میں ایسا نام پیدا کیا کہ باید و شاید اور زہد و فقر کا ایسا صحیح بیج بویا جس کی کونپلیں انشاء اللہ اس قدر پھیلیں پھولیں گی کہ آسمان کی چوٹیوں سے باتیں کریں گی۔ معزز ناظرین میں اس وقت جو کچھ کہہ رہا ہوں فرطِ عقیدت اور جوش میں آکر کہہ رہا ہوں لیکن میزان تاریخ اور محدثین کے قائم کردہ اصول روایت کے مطابق آپ کی مبارک زندگی کے حالات و واقعات آپ کے آگے پیش کرتا ہوں جن کے مطالعہ کے بعد آپ کو واقعی میرے الفاظ پُر از صداقت معلوم ہوں گے۔ آپ کے حالات و واقعات اس گئے گذرے ہوئے پُرفتن زمانہ میں ہماری ڈگمگاتی ہوئی کشتی کے لئے کشتیبان اور ناخدا ہیں جہاں جہاں میری واقفیت یا معلومات کے وسائل محدود تھے وہاں میں نے لوگوں سے سن سن کر حالات لکھے ہیں میں ماہر رموز شریعت حضرت مولانا مولوی احمد خان صاحب سجادہ نشین میاں شریف مرحوم کا بیحد مشکور ہوں۔ اس لئے کہ اس سے پہلے حضور قبلہ عالم کی لائف فارسی میں ایک دفعہ چھپی۔ جس کو مولوی نور حسین صاحب سید فتح جنگی نے شائع کیا لیکن اس سے عام مرید مستفیض نہ ہو سکتے تھے۔ اور اصل غرض یہ تھی تسپریہ اعلان کر دیا گیا تھا کہ کوئی پیر بھائی اس کو بغیر اجازت حضرت ثانی مرحوم اردو جامہ پہنانے کی کوشش نہ کرے تمام پیر بھائیوں کے فائدہ کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ سے اردو شائع کرنے کی اجازت طلب کی آپ نے اجازت فرمائی لہذا میں سب سے زیادہ آپ کا ممنون ہوں میرے خیال میں جو کچھ میں نے لکھا ہے حقیقت پر مبنی ہے اور اس میں دروغ گوئی یا مبالغہ کو کوئی دخل نہیں۔ واللہ عالم بالصواب

خدا کا ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنی بے انتہا عنایت سے اس مسکین

کو اپنے مقصد میں کامیاب کیا عجب نہیں کہ میرے مسلمان بھائی بالعموم اور قبلہ عالم رحمۃ اللہ کے متعلقین و متوسلین و مریدین و معتقدین بالخصوص اس ناچیز تالیف سے دارین کا نفع حاصل کریں اور اس ہادی و مرشد و پیشوا اور رہنما کی پیروی اختیار کریں اے خدا تو میری اس حقیر تالیف کو قبول فرما اور جہان کے لوگوں میں بھی اس کو مقبول عام بنا آمین ثم آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد عظام کا ذکر اختصار قبل اس کے کہ میں حضور قبلہ عالم کے حالات اور واقعات و کشف و کرامات بیان کروں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے واجب الاحترام آباؤ اجداد کے متعلق جس قدر استفادہ و تحقیق کے ساتھ معلوم ہوا ہے لکھوں حضور کے اجداد عظام کا اصل وطن علاقہ دریائے چناب ہے۔ سکھا شاہی میں کفار نابکار کے ظلم و ستم سے تنگ آکر آپ اپنی قوم سمیت کوہستانی علاقہ میں بھاگ کر جا داخل ہوئے قومی لحاظ سے آپ کھوکھر ہیں آپ کے جد امجد نے بلوچ یعنی بزداروں کی ایک عفیفہ عورت سے نکاح کر لیا جس سے ایک فرزند مسمی برخوردار والد ماجد حضور قبلہ عالم پیدا ہوئے۔ جب بلوغت کو پہنچے تو انہوں نے بھی بزداروں کے گھر مسمات حوا بانو سے شادی کی جس سے دو لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ ایک حضور اور ایک دوسرے آپ کے بھائی مسمی یعقوب جو بچپن میں ہی فوت ہو گئے اور ایک لڑکی مسمات بی بی عائشہ جو آپ کی ہمشیرہ تھیں ان کا نکاح بھی تونسہ شریف کے علاقہ میں بزداروں کے قبیلہ میں ہوا۔ ان کو بھی خداوند کریم نے ثمر دنیا سے محروم نہ رکھا۔ ایک لڑکا مسمی محمد اسحاق ہے۔ اور اب تک گاہ بگاہ حضور کے دربار پر آتا رہتا ہے۔ جب کہ آپ کی والدہ صاحبہ وصال پا گئیں۔ تو آپ کے والد صاحب نے دوسرا نکاح کیا۔ جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جو چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گئی۔ اس سے زیادہ نسب نامہ معلوم نہیں۔ ایک لفظ حضور

نے فرمایا کہ میرے جد امجد مع چند بزرگواروں کے ایک رات کو ایک نالہ میں نچلی طرف سوئے پڑے تھے کہ ناگہانی نالہ کی اوپر کی طرف سے طغیانی آگئی جتنے کہ نالہ پانی سے کھچا کھچ بھر گیا۔ آپ نے بیدار ہو کر ساتھیوں کو بیدار و خبردار کیا کہ پانی آ گیا ہے۔ ہر شخص کرہ اور کنارہ پکڑ دوسرا ہی تو کنارہ پر لگے لیکن آپ کے جد امجد ابھی نالہ میں ہی تھے کہ پانی کی طغیانی نے آپ کو آلیا گویا قضائے ربانی پانی میں رو پوش ہو کر آپ کا کام پورا کرنے کو آ پہنچی ۔ ۔ ۔ ۔

ہمراہیوں نے ہر چند کوشش کی اور آوازیں دیں نالے سے لیکن آپ نے جواب میں فرمایا کہ میں ہر طرح کوشش کروں گا لیکن امید نہیں کہ کنارہ پر پہنچ سکوں شاید اس پانی میں قضا اور اجل ہے۔ سو اگر میں غرقاب ہو جاؤں تو پانی میں مجھے تلاش کر کے میری تجہیز و تکفین مسنون طریق پر کرنا۔ الغرض جب آپ غرق ہو گئے تو ہمراہیوں نے حسب الوصیت آپ کو تلاش کر کے نہلایا۔ دھلایا اور نماز جنازہ پڑھ کے وہاں ہی آپ کا کفن دفن کیا گیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

ہر کسے پنج روزہ نوبت اوست

ایک دفعہ حضور نے فرمایا کہ میرے والد صاحب کی عادت تھی کہ اپنے ورد و ظائف لغل میں لے کر مخلوقات سے پوشیدہ ہو کر جنگل میں چلے جایا کرتے ایک دن آپ کو وجد اور اضطراب ہو گیا بے اختیار سوز و قلق سے نالے بلند کئے میری بھی ان کے ساتھ چیخیں نکل گئیں ؎

شوق آلیوں سینہ بل بل ہو یا داغ کیا یاں
ٹکھدی نیند رکیو لکڑ آ مسے خالق دیاں اجیاں

جب میرے والد صاحب کی طبیعت اس گردش سے اچھی ہوئی تو میرے سر پر دست شفقت پھیرا۔ بعد ازاں اکثر اوقات مجھ سے چھپ کر وظائف کے لئے جنگل میں چلے جایا کرتے۔ دیگر آپ نے ایک دفعہ ذکر فرمایا کہ میرے والد صاحب بزرگوار ایک روز ایک گھڑی کے نیچے سے جس سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے قرآن کریم پڑھ رہے تھے اور یہ حال یہ تھا کہ آپ کی آنکھوں سے پانی کے نالے بہہ رہے تھے۔ میں نے سبز گھاس کی ایک

مشت اکھیڑ کے آپ سے جا کر سوال کیا کہ یہ سبزہ اچھا ہے یا قرآن کریم والد صاحب نے ناراض ہو کر مجھے طمانچہ مارا میں بچپنی کی وجہ سے اس وقت یہ نہ جانتا تھا کہ کلام الٰہی کیا چیز ہوتی ہے اب مجھ کو معلوم ہوا کہ رونا بوجہ اذا سمعوا ما انزل الی الرسول ترٰی اعینھم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق کے تھا ایک روز حضور نے فرمایا کہ میرے والد بزرگوار حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے آخری مرتبہ جب آپ حضور کی زیارت سے مشرف ہو کر واپس لوٹے تو جب منگروٹ شہر میں پہنچے جو تونسہ شریف سے غربی طرف دو کوس پر واقع ہے تو سخت بیمار ہو گئے اور وہاں ہی رضائے الٰہی سے فوت ہو گئے مسجد بلوچ خاں میں آپ کی تربت بنائی گئی اور چند ایک رفیق مزار پر حسرت آثار کے مجاور بن گئے۔ اور اب تک آپ کا مزار مرجع خلائق بنا ہوا ہے حضور ذکر فرمایا کرتے تھے کہ میری ماتا والدہ والد صاحب کے وصال کے بعد فوت ہو گئیں۔ ایک ہمشیرہ اور ایک میں بحالت سراسیمگی گھر میں باقی رہ گئے۔ اور ماموں صاحب علی خاں نے یتیم کو اپنی ولایت میں لے لیا جب میری ہمشیرہ بلوغت کو پہنچی تو ان کا نکاح اپنے رشتہ والوں سے کر دیا گیا اور آبائی ورثہ میں جو اس کا حصہ تھا ماموں صاحب نے اس کو دے دیا بعد ازاں میں ایک اکیلا گھر میں رہ گیا ؎

رفت جملہ مہر بانم خانہ
یک بماندم ناتواں حیرانہ

حضور فرمایا کرتے کہ لڑکپن میں بیس بگاہ والد صاحب بزرگوار سے سخت بھوک کی شکایت کر کے روٹی طلب کیا کرتا تو آپ جواب میں فرمایا کرتے الحمد للہ کر (تعلیم و تربیت) ایک دفعہ آپ نے ذکر فرمایا کہ جب میری عمر ۴ - ۵ سال کی ہو گئی تو اپنے گھر سے چار کوس کے فاصلہ پر ایک مولوی صاحب کے پاس قرآن کریم پڑھنے کے لئے والد بزرگوار مجھ کو چھوڑ آئے اور ایک سال تک پھر میری خبر نہ لی اس لئے کہ میرے استاد صاحب بڑے مال مویشی والے تھے۔ مسکین صبح سبق پڑھ کے آپ کی

ریوڑ جنگل میں چرانے کو لے جاتا جب سردی کا موسم آیا تو استاد صاحب نے اونٹ کی پشم کا بنا ہوا ایک کمبل مجھے دے دیا جس کو اوڑھ کر میں رات کو پہاڑ کی غار میں سو رہتا لیکن علم پڑھنے کی خاطر سب دکھ درد سہے قرآن کریم ختم کر کے واپس والد صاحب بزرگوار کی خدمت میں پہونچا

لے عروج بر فلک سروری بدشواریست

حضور قبلہ عالم نے فرمایا تونسہ شریف میں سکونت کی نیت سے ایک دفعہ جو گیا اور حضرت ثانی خواجہ اللہ بخش صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ٹھہرنے کی اجازت لی حضرت غریب نواز نے اجازت فرمائی لیکن مستفیضوں سے ایک حجرہ بھی خالی نہ تھا کہ میں اپنا اسباب رکھ کے جمعیت ہوتا۔ دو درویش ایک کمرہ میں رہتے تھے آخر ان سے میں نے عرض کی کہ تمہارا حجرہ فراخ ہے۔ اس درویش کو بھی ساتھ رکھ لو انہوں نے قبول کیا میں نے ہزار شکر کر کے اپنا اسباب اٹھا کے ان کے حجرہ میں آ رکھا اور ان کے دکھ سکھ کا بھائی وال ہو گیا۔ چند روز کے بعد ایک روز میں جو سبق پڑھ کر واپس آیا تو دیکھا کہ میرا اسباب حجرہ سے باہر دور صحن میں رکھا پڑا ہے۔ حیران پریشان ہو کر میں نے ان سے پوچھا کہ میرا اسباب کیوں تم نے باہر پھینک دیا۔ کہنے لگے ہم نے بارش برستے ہوئے مکان کی انگیٹھی کی مٹی سے لپائی کی اور تو نے ہمارا ساتھ نہ دیا آخر بعد مجبوری و معذوری اپنے اسباب کو میں اٹھا کے مسجد میں چلا گیا۔ دوسرے درویشوں نے جو سنا کہ میاں احمد طالب علم کو حجرہ سے نکال دیا گیا تو سخت بے چین ہوئے رات کو تو میں مسجد میں ہی رہا قضائے الٰہی سے ان دونوں درویشوں میں رات کو کسی بات پر تنازعہ ہو گیا۔ ایک دوسرے کو خوب مارا پیٹا ایک نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ اس حجرہ میں کبھی نہ رہوں گا۔ دوسرے نے کہا کہ تو حجرے کو سنبھال میں یہاں سے جاتا ہوں ایک دوسرے پر خوب گالی گلوچ کی بوچھاڑ کی اور اپنے اپنے اسباب سنبھال کے چل دیئے۔ اور حجرہ صاف خالی کر دیا ان بعد فقیر دن

کی جماعت میں ان کی شرارت مشہور و معروف ہو گئی لوگ میرا اسباب اٹھا کے اس حجرہ میں مجھ کو چھوڑ آئے میں حضور قبلہ عالم تونسوی رحمتہ اللہ کی مہربانی سے سات سال اسی حجرہ میں اکیلا خوش و بہی سے رہا ۔ ۹

این ندانستند ایں مرد جلیل	حق نمودہ درانزل نعم الخلیل
در شقاوت او فتادند از غوی	ایں ندانستند ایں مرد ولی
بر کشودند عالمان لاحول راز	گر بدیدندی بچشم ایں نوار
از دیگراں کردہ بی تقبیل اعتراف	گاہ نمودی سجدہ گاہ طواف

ایک روز قبلہ عالم نے فرمایا کہ مسمی احمد خاں وزیر نواب صاحب بہاولپوری نے حضرت قبلہ عالم تونسوی کی وفات کے بعد حضرت ثانی تونسوی کی خدمت میں لکھ کر عرض کی کہ دربار کے طلباء کی فہرست عنایت کی جائے میرا ارادہ ہے کہ ان کو کچھ ماہواری وظیفہ دیا جائے علمائے کرام نے اپنے اپنے درس کے طلباء کے اسماء تفصیل وار لکھ کر احمد خاں وزیر کی طرف بھیج دیئے۔ ایک دن میرے استاد صاحب نے مجھ سے بھی کہا کہ خوش ہو کہ ہم نے تمہارا نام بھی وظیفہ کے لئے فہرست میں بھیج دیا ہے۔ عنقریب چند روپیہ ماہوار تمہارے مقرر ہو جائیں گے فقر و فاقہ سے خلاصی ملے گی اور آسودہ حال ہو جاؤ گے پھر بڑے آرام اور تسلی سے علم پڑھنا۔ جب میں نے یہ سنا تو میرے رنج کی کوئی انتہا نہ رہی رو کر عرض کی کہ استاد صاحب میں تو خویش اقربا مال و متاع گھر بار چھوڑ کے آستان فیض نشان حضرت خواجہ قبلہ عالم رحمتہ اللہ پہ محبت الٰہی کی تلاش کے لئے مقیم ہوا ہوں پس جس طرح خداوند تعالےٰ اور خواجگان چشت کی مرضی سکھ اور دکھ جو بھی دیں قبول ہے اور ان کی مرضی بغیر کسی چیز کو آنکھ دیکھنا نہیں چاہتی احمد خاں کا دست نگر مجھ کو کیوں بنایا جاتا ہے استاد صاحب نے اس فقیر کے وظیفہ کے لئے بڑی کوشش کی لیکن میں نے انکار پر بہت ہی اصرار کیا آخر لاچار ہو کر کہنے لگے کہ تمہارے ہم نام طلباء اور بھی بہت ہیں۔ اگر تم نے وظیفہ نہ لیا تو اُن کو دیں گے

میں نے عرض کی کہ آپ کی یہ تجویز نہایت ہی مبارک ہے۔ میں اس پر بہت ہی خوش ہوں اس غلام کی طرف سے دوامی اجازت ہے۔ بلا پوچھے جس کو چاہو میرا وظیفہ دے دینا احمد خان وزیر نے ماہواری وظائف جاری کر دیے جب ماہوار مدرسے رقم آتی تو طلباء کو تقسیم کر دی جاتی تمام سکالرشپ والے طلباء نہال اور نہایت خوش حال ہو گئے۔ بجز میرے کسی اور درویش نے اس وظیفہ کو لینے سے انکار نہ کیا۔ اور میرا وظیفہ ماہوار جب آتا تو استاد صاحب اور درویشوں کو تقسیم کر دیا کرتے اور میں نے روکھی سوکھی روٹی اور پھٹے پرانے کپڑوں پر قناعت کر لی اور رزاق حقیقی پر خالص توکل کر کے مخلوق سے بے نیاز رہنے کی عادت اختیار کر لی ہے

درویشی کن و قصد در شاہ مکن — در دامن فقر دست کوتاہ مکن
اندر دہن مار شود مال مجو — در سجادہ نشین و طلب جاہ مکن

تقدیر الٰہی حضور قبلہ عالم تونسوی کے مریدوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ فلاں درویش نے ریاستی وظیفہ لینے سے انکار کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ پر توکل صادق کر لیا اپنے پیر کے در پر فقر و فاقہ پر صابر و شاکر ہوں لوگوں کو اس طرف دھیان ہو گیا۔ ہر کوئی اپنی حسب توفیق نقدی وغیرہ اس فقیر کو دینے لگا۔ حتیٰ کہ یہ مسکین وظیفہ خواروں سے زیادہ آسودہ خاطر ہو گیا اللہ کے فضل اور پیر کی عنایت سے کچھ تشویش باقی دل میں نہ رہی کچھ مدت کے بعد احمد خان وزیر مذکور بہاولپوری فوت ہو گیا اور طلباء کا وظیفہ بند ہو گیا۔ کف افسوس ملنے لگے حیران اور سرگرداں رہ گئے بعض اصحاب طریقت نے مجھ سے کہا کہ اے درویش تو نے خدا پر بھروسہ رکھا احمد خان کی موت پر تجھ کو کسی قسم کا غم الم نہ ہوا۔ اور جنہوں نے اس کے وظیفہ پر آنکھ رکھی ہوئی تھی آج ان کا یہ حال ہے کہ جیسا کہ کسی کا باپ مر جائے تو اس کو سوگوار ماتم ہوتا ہے بعض اصحاب نے مجھ کو بغلگیر کر کے کہا کہ جو کچھ تم نے اپنی عقل و فراست میں دیکھا تھا

وہ ہماری نظروں میں نہ آیا۔ جس کے لئے آج ہم کو حسرت و ارمان کرنا پڑا

خدا خود میر سامان است ارباب توکل را

ایک دفعہ حضور نے فرمایا کہ طالبان ہدایت کو چاہیئے کہ وقت صدق دل سے کمربستہ تابعدار اور خدمت گار رہیں تاکہ رحمت کی توجہ اور شفقت کی وجہ سے حصہ وافر پائیں اور ممتاز ہوں۔ جب تونسہ شریف میں پڑھتے تھے تو میری ساتھی درویش خوب ہنستے تھے لیکن استاد صاحب اکثر اوقات ہنس کر فرمایا کرتے۔ میاں احمد جب میں تجھ کو مسکین طرز کا دیکھتا ہوں بیحد خوش ہوتا ہوں۔ میں بھی شکریہ ادا کرتا آپ اور آپ کی بیوی خدمت گاری کی وجہ سے مجھ پر بہت خوش تھے اور دعائیں دیتے تھے ایک سال تیرہ روز متواتر بارش برستی رہی لوگوں کے مکان گر گئے اور استاد صاحب کا مکان اگرچہ گرنے سے بچ لیکن چھت کی تقاطر سے گھر کا سب سامان خراب خستہ حال ہو گیا۔ چونکہ سردی کا موسم تھا۔ تمام طلباء مکان کی چھت کی لپائی سے رنجیدہ دل ہو گئے۔ لیکن اس فقیر نے جاری بارش میں اس خدمت کو سرانجام دیا۔ جس سے استاد صاحب نے بہت خوش ہو کر دعائیں دیں اسی اثناء میں استاد صاحب بخار سے بیمار ہو گئے۔ تو تمام طالب علموں نے دوسری جگہ سبق شروع کر دیئے۔ اور میں کمربستہ استاد صاحب کی خدمت میں حاضر رہا۔ جب آپ صحت یاب ہوئے تو میں نے آپ کے غسل صحت کے لئے پانی وغیرہ تیار کیا۔ اور کپڑے وغیرہ صاف کیے۔ آپ نے فرمایا اب میں اچھا ہوں تم جاؤ مسجد میں جا کر نفل اشراق پڑھو اور پھر جلدی واپس آؤ۔ میں خوشی خوشی مسجد میں گیا اور میرے بعد استاد صاحب داعی اجل کو لبیک کہہ کر جان جہان آفرین کو سونپ کر راہی عالم بقا ہوئے (اناللہ وانا الیہ راجعون) جب میں نے یہ سنا تو صدمہ رنج و غم پہنچا۔ کیونکہ آپ کی مجھ پر نہایت شفقت اور مہربانی تھی پھر جب تک میں تونسہ شریف میں مقیم رہا آپ کی بیوی صاحبہ کا دست بستہ غلام و تابعدار رہا

آپ کی وفات کے بعد ضرورتاً دوسرے استاذوں سے سبق شروع کیا۔ حضرت ثانی اور حضرت احمد صاحب خلیفہ سلیمانی اور دوسرے خدا لوگوں کی صحبت میں بیٹھ کر حضرت قبلۂ عالم عالمیاں کے ملفوظات اور اخلاق و آداب اللہ والوں سے مستفیض ہوتا رہا۔ حضور نے ایک روز فرمایا جب میں تونسہ شریف میں رہتا تھا فارسی نظم و نثر اور نحو کی کتابیں اکثر پڑھ کر خوب ضبط کیں۔ نو سال کے بعد سیر و سیاحت کا بہت شوق غالب آیا۔ محمد یعقوب نامی طالب علم کو ساتھ لے کر ملتان شہر میں چلا گیا۔ وہاں پہنچ کر جمعیت ہو کر علمائے کرام کا حال پوچھا ایک مسجد میں جس کے محلہ دار نہایت بے مروّت لوگ تھے۔ کہ رازق مطلق پر توکل کر کے مسجد کے حجرہ میں اسباب وغیرہ رکھ دیا اور ایک مولوی صاحب کے پاس جا کر کنز الدقائق کا سبق شروع کیا مولوی صاحب نے بڑی شفقت سے سبق پڑھایا۔ واپس لوٹ کر اپنی مسجد میں آگیا۔ دوسرے دن پھر سبق پڑھنے آگیا۔ استاد صاحب نے فرمایا کہ اے درویش وجہ معاش کا کیا حال ہے۔ عرض کی جناب خداوند کریم کے بغیر کچھ وسیلہ نہیں۔ چند روز ہوئے کہ ہم دونوں درویشوں کو پیٹ بھر کر کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا۔ استاد صاحب نے شفقت سے فرمایا کہ فلاں محلہ میں ایک شخص بہاؤ الحق کی اولاد سے رہتے ہیں جو غریب و مساکین طلباء پر مہربانی کرتے رہتے ہیں۔ جب کوئی لاچار ان کے پاس اپنا عرض حال لے جاتا ہے تو بھی انکے آگے جا کے عرض کر دو۔ تاکہ روٹی وغیرہ کا بندوبست ہو جائے۔ مجھے یہ بات پسند نہ آئی۔ کچھ جواب نہ دیا تیسرے روز پھر استاذ صاحب نے فرمایا۔ کیوں چھوٹے میاں نبیرہ شیخ بہاؤ الحق کے پاس گئے تھے۔ میں نے عرض کی کہ نہیں جناب۔ تس پر آپ غصہ ہوئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگے چلو میں ساتھ جاتا ہوں۔ مجبور ہو کر ساتھ چلا گیا۔ جب ان کے دولت خانہ کے قریب پہنچے تو میں نے دست بستہ عرض کی کہ رزاقِ حقیقی کا دروازہ چھوڑ کر کسی غیر کے

دروازہ پر جانے سے تو بھوکا پیاسا مر جانا ہی بہتر ہے۔ معاف کرو اور مجبور نہ کرو۔ آخر کار ہم دونوں مسجد میں واپس آ گئے۔ ادھر دوسری مسجد میں جو آ کر دیکھا تو محمد یعقوب طالب علم سبق یاد کر رہا تھا۔ لیکن فاقہ کشی سے سخت نڈھال ہو رہا تھا۔ اس کو بہت تسلی و اطمینان دلایا چند دنوں کے بعد اس بے مروت محلہ والوں نے ہماری روٹیاں مقرر کر دیں اور خوراک کی فراوانی یہاں تک ہوئی کہ بہت وقت دوسرے محلوں کے طلباء ہمارے پاس آ کر شکم سیر ہوتے رہتے۔ اتفاقاً چند دنوں بعد مسمی احمد یار محلہ دار نے مجھ سے کتاب زلیخا فارسی پڑھنی شروع کر دی۔ اور میرا ساتھی محمد یعقوب بھی اس کے ساتھ سنا کرتا اور تکرار کیا کرتا کہ وہ دن بھی بڑی خوشی اور دلجمعی سے علوم دینی اور وردو وظائف پڑھنے میں بسر گئے۔ ایک بار جمعہ کے دن میں نے دیکھا کہ محمد یعقوب ساتھی کتاب زلیخا لے کر احمد یار کے سبق کو نکال کر آہستہ آہستہ پڑھ رہا تھا۔ اور آنکھیں سوز فراق سے پرنم تھیں۔ اس کو ایسا ملول خاطر میں نے دیکھ کر یقین کیا کہ اس کو عشق کا ناگ کہیں سے ڈس گیا ہے۔ اور احمد یار جو جمعہ کے روز درس کی چھٹی کی وجہ سے نہیں آیا۔ اس لئے یہ روتا ہے۔

نہ در برابر چشمی نہ غائب از نظری
نہ یاد میکنی از من نہ میروی از یاد

لیکن اس راز کو میں نے دل ہی میں رکھا اور میں نے کسی سے بیان نہ کیا۔ اسی طرح سیکھنے سکھانے میں مشغول رہا چند دن گزرنے کے بعد تمام لوگوں کے آنے جانے کی وجہ سے دل ملول ہوا۔ اور اسباق اور وردو وظائف کے پڑھنے میں بہت تکلیف رونما ہو گئی اس لئے وہاں رہنے پر دل نہ رہا۔ لیکن رمضان المبارک بہت قریب تھا اس لئے دل کی خواہش کو دل میں رکھ کر بعد شفقت خدا خدا کر کے رمضان شریف گزارا۔ عید الفطر پڑھ کر تونسہ شریف کی زیارت

کا شوق دل پر غالب ہوا۔ محمد یعقوب ساتھی کو کہا کہ یہاں اب دل نہیں لگتا۔ جلدی تیاری کرو اور جو کچھ کپڑا بچھونا ہم کو ملتان سے ملا تھا وہ سب درویشوں کو دے کر لوگوں سے آنکھ بچا کر راستہ پکڑو لیکن بیچارے یعقوب کو نہ تن میں طاقت اور نہ دل میں صبر نہ تاب رفتن و نہ جائے ماندن۔ آخر بعد مشکل میرے ہمراہ ہوا۔ اور عزم مصمم کیا۔ محلہ کے لوگ اکٹھے ہو کر آ گئے۔ اور کہنے لگے۔ اے درویشو جب تم ہماری مسجد میں آئے تھے ہم کو آپ لوگوں کا قدر معلوم نہ تھا۔ اور جو کچھ آپ لوگوں کی خدمت کا حق تھا افسوس وہ ہم سے پورا نہ ہوا۔ اب کہاں جانے کا ارادہ کر لیا۔ دل اُچاٹ کر کے ہماری مسجد کو ویران نہ کرو۔ لیکن ؎

رشتہ در گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

زیارت تونسہ شریف کا شوق ایسا غالب ہوا کسی کی ایک بھی نہ سنی اور دونوں یار تونسہ شریف روانہ ہو پڑے جب منزل مقصود پہ پہنچے تو یعقوب ساتھی احمد یار کے ہجر میں بیمار ہو گیا اور آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش جاری تھی ؎

جائیکہ ہست ذوق میگرید آخر کار

ہر چند اس کو حوصلہ بندھایا کہ غم مت کرو۔ جب تم اچھے ہو گئے انشاء اللہ العزیز تم کو احمد یار دلدار کے پاس ملتان میں لے جاؤں گا۔ لیکن تسلی نہ ہوئی۔ کہنے لگا میرا دل بے قابو ہو گیا ہے۔ زندگی کی بھی کوئی امید نہیں ؎

معذورم ضعیف جگر خستہ ماندہ ام
در عرصہ گہ پرم کہ پر شاہباز نیست

آخر غریب الوطن بیچارہ ایک دو روز بیمار رہ کر راہی دار البقا ہو

درد عاشق بہ نہ شود بہ مداوائے حکیم

سبحان اللہ بڑے بخت بیدار ہیں اس آدمی کے جس کو دیدار محبوب میں بسیرا ملے ؎

نہ پنداری کہ جاں را رائیگاں داد
فروغ روئے جاناں دید جاں داد

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولوی محمد نواز صاحب ذکر کرتے ہیں کہ سیر کی خاطر چند روز کلور تحصیل عیسیٰ خیل میں جب مقیم ہوا تو مسمی سلطان قوم کا سیہ ایک معتبر شخص نے بتلایا اور دوسرے بھی اکثر لوگ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضور قبلۂ عالم میروی رحمۃ اللہ علیہ طالب علمی کے زمانہ میں اس شہر میں مولوی ملوک علی کے پاس رہ کر تعلیم پاتے رہے اور حضور کی یہ ہمیشگی عادت تھی۔ کہ سبق پڑھ کے تن تنہا شہر کے باہر بیر کے درخت کے نیچے مطالعہ اور ورد وظائف میں مشغول رہا کرتے اور شام کو مسجد میں واپس آتے (بیعت) ایک روز حضور قبلۂ عالم نے فرمایا کہ والد صاحب مرحوم کی وفات کے بعد میرا متولی جناب ماموں صاحب علی خاں ہوا جو قبلۂ عالم حضرت تونسوی رح کا معتقد اور مرید تھا۔ اور ہمیشہ فیض حاصل کرنے کے لیے قبلۂ عالم تونسویؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک روز حسن اتفاق سے ماموں صاحب کمر ہمت باندھ کر حضور کی زیارت کے لیے مستعد ہوئے تو میں بھی ان کے ہمراہ تونسہ شریف سلیمان زمان کی حضوری میں چلا گیا۔ مستفیضوں کی محفل لگی ہوئی تھی۔ لیکن ہیبت اور عظمت آنحضور سے سب چپ چاپ سرنگوں تھے۔ میں یہ سناٹے اور سکتے کا عالم دیکھ کر حیران پریشان ہو گیا۔ ماموں صاحب نے سبقت کر کے آپ کے قدم چومے اور سلام کورنش بجا لا کے واپس مجلس میں بیٹھ گئے۔ آپ چارپائی پہ لیٹے ہوئے تھے۔ میں نے بھی ماموں صاحب کو دیکھ کر یونہی کیا اور مجلس میں بیٹھ گیا۔ جب آپ سیدھے اُٹھ کر بیٹھے تو دونوں ہاتھ میری طرف ملاقات کے لیے پھیلائے میری نظر بھی

حضور کی ہیبت سے نیچے تھی۔ کسی نے مجھ کو کہا کہ اے برخوردار لڑکے حضرت صاحب تجھے ملاقات کے لئے دونوں ہاتھ بڑھا کر بلا رہے ہیں اور تو بیٹھا ہے۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی ؎

شراب لعل جائے امن و یار مہرباں ساقی
دلا کے بہ شود کارت اگر اکنوں نخواہد شد

دوسری دفعہ پھر نزدیک ہو کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیا۔ قبلہ عالمیاں نے بنہایت درجہ شفقت اور توجہ میری طرف فرمائی۔ اس اثنا میں ایک خراسانی پٹھان آ کر قدم بوس ہوا۔ چار سیب بطور نذر پیش کئے۔ حضرت قبلۂ عالم نے ایک سیب کاٹ کے آدھا مجھ کو دیا اور باقی ریزہ ریزہ کر کے حاضرین مجلس کو تقسیم فرما دیئے۔ پھر میں ماموں صاحب کے ساتھ چند روز رہ کر واپس گھر آ گیا لیکن میرے دل میں دربار محبوب کا نقشہ منقش ہو گیا اور اس سے شوق و محبت حد سے زیادہ ہو گئی اور حضرت قبلۂ عالم تونسوی کا حلیہ مبارک میرے دل میں ایسا پختہ جم گیا کہ والدین اور خویش اقرباء اور مال و متاع کا غم و الم میرے دل سے یک لخت محو ہو گیا۔ اگر مخلوقات سے علیحدہ ہو کر آنحضور کی صورت کو دل کے شیشے میں مطالعہ کرتا تو طبیعت کو کچھ قدرے آرام اور دل کو جمعیت ہوتی اور جب لوگ جمع ہو جاتے تو پھر توجہ اس صورت سے پھر جاتی۔ لیکن سوزش عشق تمام وجود کے گلانے کے در پے رہتا اور کسی کام کے کرنے کو دل نہ چاہتا ؎

تنہائی و خلوت مے طلبد عشق نظری
ایں خیل مقدم را با سیر حشم مجلس

ایک شاعر نے یوں کہا ہے ؎

آنکہ دوست کہ ہست عشق او دشمن جاں
برپا ہی دہد غمش خرمن جاں
من در طلبش در بدر کوئے بہ کوئے
او در دل دوست کردہ در گریبانِ جاں

آخر ایک بکرا نذرانہ کے لئے لے کر قریبی رشتہ داروں سے چھپا کر تونسہ شریف چلا گیا۔ ویسے پہاڑی رستہ سے جو چوروں اور ڈاکوؤں سے بھرا تھا عزم مصمم کر لیا کہ انشاء اللہ بہت جلد راستہ طے کر کے حضور کے دیدار سے مشرف ہوں گا۔ تونسہ شریف کے قریب پہاڑ میں دو چور ڈاکو بیٹھے ہوئے موقع دیکھ رہے تھے۔ میں نے جب ان کو دیکھا تو دل میں خوف آیا۔ لیکن پھر خیال کیا کہ تقدیر سے کون بھاگ سکتا ہے؟ حضرت قبلہ عالمیاں کو امداد اور اعانت کے لئے یاد کیا اور رسیدہ ہوا ان کے پاس سے ہو گزرا۔ جب میں نے ان کو پھر دیکھا تو تلوار لئے پہنچے ہوئے نظر پڑے لیکن اللہ کے فضل اور قبلۂ عالم کی ہمت اور مہربانی کی نظر سے انہوں نے مجھ پر حملہ نہ کیا۔ میں اپنے بکرا سمیت صحیح سالم ان سے گزر پڑا۔ لیکن جب انہوں نے مجھ کو طول خاطر پایا تو شفقت سے پیچھے سے آواز دی کہ او بزغالہ والے ٹھہرو۔ اور آرام کرو۔ ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے۔ میرے پاس آ گئے۔ ایک نے بکرہ کو پکڑا اور ایک نے پیچھے کھینچنا شروع کیا۔ اور مجھ سے کہا کہ فکر نہ کرو جہاں جانا چاہو گے وہاں ہی ہم کو پہنچا آئیں گے۔ حتی کہ مجھ کو پہاڑ کے باہر شہر منگروٹھہ میں چھوڑ گئے۔ اور آپ پھر جنگل کا راستہ لیا۔ میں مسجد ملوخ خان میں والد بزرگوار کی قبر مبارک پر گیا اور فاتحہ پڑھا اور شب باش ہوا علی الصبح میں وہاں سے روانہ ہو کر تونسہ شریف میں پہنچا۔ حضور قبلۂ عالم اسی وقت نماز اشراق پڑھ کر فارغ ہوئے تھے۔ حضرت مولوی محمد امین صاحب کے ہمراہ ہو کر قدمبوسی کر کے بکرہ نذر کیا ؎

ہزار دشمنم ار میکنند قصد ہلاک
گرم تو دوستی از دشمناں ندارم باک

حضرت قبلۂ عالم اس وقت جذبۂ عشق میں کچھ ایسے سرشار تھے کہ چند بار بکرے کے تمام جسم پر ہاتھ پھیرا جب دم پر ہاتھ لانے تو

فرماتے کہ کیا یہ نر ہے یا مادہ۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ غریب نواز یہ نر ہے۔ قبلۂ عالم نے فرمایا (ملے او یوانا یہ تو بکرا ٹکرا نر ہے) جتنے کہ مولوی محمد امین صاحب کے دو لڑکے دوڑتے ہوئے آگئے۔ بکرہ آپ نے ان کے حوالے کر دیا۔ اور اس مشتاق کو بیعت فرمایا۔ چند دن روز خدمت اقدس میں رہا۔ پھر اجازت لے کر اپنے وطن واپس چلا گیا۔ میں اس وقت بالغ تھا۔ الغرض بیعت ہونے کے بعد چار دفعہ سعادت دیدار پر انوار اس عمدۃ الابرار محبوب پروردگار رحمتہ اللہ علیہ کا اس غلام خاکسار کو حاصل ہوا۔ پانچویں دفعہ جب تونسہ شریف کی طرف میں اپنے گھر سے روانہ ہوا۔ تو رستہ میں آپ کے وصال کی خبر وحشت اثر سنی تو میں بیہوش جاں فراموش ہو کر۔ زمین پر گر پڑا۔ اضطراری و بیقراری کے عالم میں تمام جہان میری آنکھوں کے سامنے دھواں دھار ہو گیا۔ اس ملالت کی حالت میں روتا دھوتا تونسہ شریف پہنچ گیا۔ جاکر جو دیکھا تو مجلس خانہ حضور سنسان پڑا تھا حسرت دارمان کھایا۔ پھر مزار گوہر بار کی زیارت فیض بشارت سے مشرف ہوا۔ لیکن دل میں جوشش و آرام بالکل نہ تھا۔ کسی جگہ تسکین و اطمینان قلبی اس غلام کو حاصل نہ ہوتا ؎

تا رفت مرا از نظراں چشم جہاں بیں
کس واقف ما نیست کہ از دیدہ چہا رفت
احرام چہ بندیم کہ آں قبلہ نہ اینجاست
در سعی چہ کوشیم کہ از مروہ صفا رفت

اسی کرب و اضطراب میں بندہ گھر واپس چلا گیا اور کل مال مویشی اپنے عمر کا اپنے تمام قریبی رشتہ داروں کو دے کر الوداع کہا ماموں صاحب اور دوسرے تمام قبائل کو چھوڑ کر تونسہ شریف کا رستہ لیا اور وطن کو خیر باد کہہ دیا ؎

چو دل با دلبرے آرام گیرد

بوصل دیگرے کَے کام گیرد
کجا پروانہ پرّد سوئے خورشید
چو باشد سوئے شمعش روئے امید
نہی صد دستہ ریحاں پیش بلبل
نخواہد دلش جز نکہت گل

کل من علیہا فان (درس تدریس) اس کار خیر میں بھی آپ نے بہت حصّہ لیا۔ جیسا کہ آپ آگے مطالعہ کریں گے۔ کیوں آپ بھلا اس میں حصّہ نہ لیتے جبکہ سردار دو جہان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے متعلق یہاں تک ارشاد فرمایا کہ دنیا اور دنیا کے رہنے والے بد نصیب ہیں۔ مگر عالم یا متعلّم بڑے با نصیب ہیں ایک روز مجلس لگی ہوئی تھی تو حضور قبلہ عالم میرؤی رحمتہ اللہ نے فرمایا۔ اے جماعت درویشاں! علوم ظاہری و باطنی وکسب وغیرہ کا مدار استعداد اور صلاحیت مادہ پر ہے۔ ورنہ مرشد کامل اور استاذ عاقل کی دل و جان سے یہی آرزو ہوتی ہے کہ مجھ سے فائدہ اٹھانے والے ہر ایک رتبہ میں کامل اور سرفراز اور ممتاز زمانہ ہوں۔ لیکن جو کچھ صانع قدیم نے کسی میں لیاقت استعداد رکھی ہے۔ اسی پہ آثار و اطوار مرتب ہوتے ہیں۔ ؎

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس
شمشیر نیک زآہن بد چوں کنند کسے
ناکس بہ تربیت نہ شود اے حکیم کس

حضور نے ایک دفعہ فرمایا کہ ایک دفعہ میاں جلال الدین معروف جھگی والا نے مجھ سے سبق شروع کیا۔ ان دنوں میں خواجہ حضرت اللہ بخش صاحب حجرہ مبارک کی چار دیواری کی بنیاد رکھوا رہے تھے اور دفتر مبارک کے ضمیمہ چوبیز متصل میدان تھا۔ میں ایک رفیق کی تلاش میں سرا بکرے

کا ہاتھ میں پکڑ کر قبر کے چو فیر پھر رہا تھا۔ میاں جلال الدین کو تلاش کر کے ہمراہ لیا اور آگ جلائی اور سہرا کو آگ پر پختہ ہونے کے لئے رکھا۔ بہت کوشش کی لیکن اس کا بال تک نہ جلا اور دوست آشنا بھی آ گئے۔ آگ بہت جلائی گئی۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ خیال دوڑایا کہ حکمت کیا ہے کہ سہرا جلتا نہیں۔ سوچ بچار کے بعد خیال آیا کہ اس سہرا کو قبر مبارک کے ارد گرد پھرایا گیا۔ بس وجہ نہ وجہ یہی ہے ؎

اے طواف شیر مردان خدا
شد کلید جنت از بہر لقا
کلہ را چوں کرد اثرے آتشاں
مژدہ باد الطائفین را در جہاں
شک نیارد صادق مرد سلیم
ماند حیراں فاسق و شخص لئیم

حضور صبح کی نماز پڑھ کر باہر جنگل میں ذکر الہٰی کے لئے چلے جایا کرتے تھے۔ پس واپس آ کر مسجد میں طالب علموں کو جو تعداداً ۷-۸ ہوتے کریما پڑھایا کرتے۔ اتفاقاً ان ابتدائی دنوں میں بس اسی ایک کتاب پر اکتفا کیا گیا تھا۔ ایک روز جو حضور اپنے بنگلہ میں درویشوں کو سبق پڑھا کر فارغ ہوئے تو انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا ذکر چھڑ گیا۔ حضور فرمانے لگے کہ اس غلام رسول لانگری کا باپ مسمی حاجی غلام محمد مرید خواجہ قبلہ عالم تونسوی رح نے ایک دن قصہ سنایا کہ مناسک حج ادا کر کے مدینہ شریف قافلہ کے ہمراہ میں جو روانہ ہوا ایک موقعہ پر جو قافلہ سے پیچھے رہ گیا تو بدوؤں نے آ کر یہاں تک مجھ کو لوٹا کہ تن پر ایک کپڑا بھی نہ چھوڑا۔ ناچار ہو کر بے پردہ قافلہ سے کچھ فاصلہ پر رہ گیا۔ بے شرمی سے منہ ادھر نہ اٹھایا جا سکتا۔ حتیٰ کہ انتہائی منزل کو رات کو پہنچے۔ رات کو بھی میں قافلہ سے الگ دور ہی سو گیا۔ تفکرات کے کٹھن گھیر میں پڑا ہوا۔ سوچ رہا تھا کہ علی الصبح مدینہ شریف

کیونکر داخل ہوں گا۔ دل میں یقین تھا کہ اس مصیبت میں بجز قاضی الحاجات اور سرور کائنات کے وسیلہ کے اور کیا ہے۔ اسی فکر میں سو گیا۔ جب صبح بیدار ہوا تو دو بغچیں پڑی ہوئی پائیں۔ ایک ان میں نہایت قیمتی تھی اور دوسری کھجوروں سے بھری پڑی تھی۔ کچھ ساعت فکر کیا کہ خدا جانے یہ کس کی ہیں اور کون بھول گیا۔ شاید کسی مسافر کی گر گئی ہوں۔ پس دپیش دیکھا تو کوئی مالک نظر نہ آیا۔ پھر یقین ہو گیا کہ ہو نہ ہو یہ میری بے صبری کا نتیجہ ہے اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی دستگیری کا نمونہ ہے۔ ایک کو وداعی لے کر قافلہ سے جا ملا۔ اور ان کھجوروں کو قافلہ والوں کے ہمراہ جا کھایا اور مہمانی شفیع المذنبین کا واقعہ ان کو سنایا ؎

آنکہ باشد در قیامت دستگیر
دمیدم با من ہم او روشن ضمیر
چونکہ مارا دید او حیران تحسیں
شد محمد مصطفےٰ فریاد رس
ایں ہمہ اسباب مارا او بداد
مہربانی مہرباں کرد دست دشاد
چونکہ او شد رحمۃ اللعالمین
عاجزاں را در جہاں باشد معین
صد ہزاراں مہربانی ایں چنین!
دمبدم کرد دست خیر المرسلین
الغیاث اے مجتبےٰ خیر الوریٰ
رخ نما و رخ نما و رخ نما

(میرا شریف) میرا شریف اسم بامسمیٰ گاؤں ہے۔ کیوں کہ مکان کو اصلی شرف مکین سے ہوتا ہے۔ ورنہ یہ اوّل ایک چھوٹی سی ڈھوک جس کا سنگ بنیاد اوّل میاں محمد نے رکھا جو مولوی صاحب مکھڈ والوں کا مرید

تھا۔ ایک روز مولانا مولوی صاحب ملھڈوی فاتحہ خوانی میاں صاحب کے ارادہ سے موضع اخلاص میں جو پنڈی گھیب کے قریب ایک موضع ہے۔ ڈولی کے ذریعہ تشریف لائے۔ جب میرا کے قریب سے گذرے تو فرمانے لگے کہ ان ریت کے تودوں اور کریوں سے اللہ ذکر کی آواز آتی ہے۔ اور نیز حضرت خواجہ فاضل شاہ صاحب کو جو یہاں سے ایک روز گزرنے کا اتفاق ہوا۔ لوگوں نے عرض کی کہ یہ خشک میرا ہے پانی کے لئے دعا فرماؤ۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہاں ایک اللہ والا آئیگا۔ جو خشک میرا کو پانی سے سیراب کردے گا۔ اور ان کریوں میں بنگلہ بنائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اور نیز میاں محمدؒ نے تونسہ شریف حضرت سلیمان زمان خواجہ محمد سلیمانؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اس مسکین نے ایک ڈھوک بنائی ہے اور اس کا نام میرا رکھا ہے۔ اس کی غربی طرف افغان آباد ہیں۔ جن کا پیشہ غارت گری اور لوٹ مار ہے۔ اکثر اوقات آ کر مال مویشی اسباب وغیرہ لوٹ کر لے جاتے ہیں۔ قبلہ عالم نے جوش میں آ کر فرمایا وہ میرا نہیں میرا ہے۔ انشاءاللہ قیامت تک امن و امان میں رہے گا اور کوئی تاراج نہ کر سکے گا۔ آپ کا میرا شریف قیام کرنا فی الحقیقت کئی بزرگوں کی پیشگوئیوں کی صداقت کا باعث ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ تونسہ شریف کے قیام کے زمانہ میں قبلہ عالم میرویؒ کا بہت وقت یہ خیال ہوا کہ کوئی پیر بھائی صحبت کے لئے اگر مل جائے تو کیا اچھا ہو۔ ایک رات کو استخارہ کیا۔ قدرتی ہاتھ نے جنوب کی طرف حرکت کی بیدار ہو کر بڑے فکر کیا۔ کہ افسوس معمہ حل نہ ہوا ؎

کسے نکشود نکشاید بحکمت ایں معمہ را

دوسری بار پھر استخارہ کرنا چاہا۔ کہ شاید کہ اجمال کی تفصیل نکل آئے الغرض استخارہ کیا۔ اشارہ حضرت فاضل شاہ صاحب گڑھی والوں

کی طرف ہوا۔ شاہ صاحب کا اس وقت کوئی مقررہ مقام نہ تھا لیکن عموماً پہاڑی علاقہ ضلع ہزارہ میں آنے جانے کا سلسلہ جاری ہوا۔ اکثر اوقات میرا شریف دو دو تین تین راتیں جاگتے گزار دیتے۔ مسجد کا صحن نہایت مصفا اور خوشنما تھا۔ اور حضور بڑے صفائی پسند تھے۔ اور نیز یہ مسجد ایسے موقعہ پر بنائی گئی تھی۔ ڈھوک سے الگ کنارہ شمالی پر اور گنجان درختوں میں آپ کو یہ جگہ بہت ہی مرغوب اور پسند خاطر تھی۔ اس لئے آپ نے یہاں ڈیرہ ڈال دیا اور نیز ڈھوک کے باشندے نماز پنجگانہ جماعت کے بڑے پابند تھے۔ جو گدا کے ٹکڑے درویش گاؤں سے لاتے۔ آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر کھا لیا کرتے۔ جو چیز میسر آتی فوراً مستحقین میں بانٹ دی جاتی۔ پہلا عرس آپ نے میرا شریف میں گاجروں پر کیا۔ بعد ازاں آہستہ آہستہ یہاں تک ترقی ہوئی کہ آپ کے وصال کے بعد جو عرس آیا تو چالیس من آٹا ایک وقت فی روٹی پر خرچ ہو گیا۔ اللّٰھُمَّ زد فزد ولا تنقص آمین ثم آمین۔ آپ کے اخلاق و عادات۔ حضور قبلہ عالم کی یہ عادت مبارک تھی کہ ہمیشہ جب نماز کے لئے مسجد میں آتے تو رقیب جوڑہ مبارک مسجد داخل ہوتے ہی اٹھا کر اندر داہنی جانب منہ کے آگے رکھ چھوڑتا۔ ایک روز صبح کی نماز کے بعد حضور حسب عادت ذکر جہر میں مشغول ہوئے تھے۔ چور نے چپکے سے نعلین مبارک چرا کر راستہ پکڑا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو جوڑہ مبارک نہ ملا۔ تلاش کی تو ایک شخص نے بتلایا کہ نماز پڑھنے کے بعد ایک شخص پنڈی گھیب کی طرف بڑی جلدی سے جا رہا تھا۔ غیر محمد بزدار اور دوسرے درویش اس کے پیچھے دوڑائے گئے۔ آپ نے حکم دیا کہ چور اگر مل جائے تو میرے پاس پکڑ کر لے آنا۔ لیکن سرزنش نہ کرنا میں خود اس کو سزا دوں گا۔ ہر چند ملک فتح محمد ذیلدار نے عرض کی کہ حضور سردی کا وقت ہے۔ آپ بنگلہ پر تشریف لے چلئے۔ میں چور سے جوڑہ مبارک لے کر بھیج دوں گا۔ اس کی یہ نیت تھی کہ

آپ کی عدم موجودگی میں مَیں بچھڑ کو مار پیٹ کر دوں گا تاکہ پھر ایسا نہ کرے گا۔ لیکن آپ نے نہ مانا اور فرمایا کہ میں اس کے آنے تک یہاں ہی ٹھہروں گا۔ جب وہ پکڑا ہوا لایا گیا تو آپ نے اس کو قریب بٹھا کر ہنس کر فرمایا کہ کیوں بھائی مجھ کو سخت حاجت تھی کہ اتنا جلدی پاپوش سردی کے وقت اٹھا کر بھاگ گیا۔ جب تو نے ان کو دور سے دیکھا تو کیوں نہ پاپوش کو کسی گڑھے میں پھینک دیا۔ اب یقیناً تو چور بن گیا تجھ کو میں ایسی سخت سزا دوں گا جیسی آگے کسی نے نہ دی ہو گی۔ چور بولا جو آپ کی مرضی۔ حضور نے فرمایا کہ کوئی درویش جا کر حافظ بدر الدین سے ایک روپیہ اس کو جوتے کے لئے لا دو۔ حکم کی تعمیل کی گئی۔ آپ نے روپیہ عنایت کر کے فرمایا کہ مبادا بنڈی گھیپ سے جوتا خرید لینا ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردی اَحْسِن اِلیٰ مَنْ اَسَا

مولوی محمد نواز صاحب، ذکر کرتے ہیں کہ ایک روز میں حضور سے پہلے نعلین اتار کر مسجد میں نماز جماعت کے لئے حضور کے انتظار میں جا بیٹھا۔ جب آپ مسجد میں تشریف لائے تو میری نعلین پر نظر پڑی۔ ادب مسجد کے خلاف پڑی تھی۔ فرمایا ان کو باہر پھینکو۔ ملک سرفراز خاں صاحب نے عرض کی کہ یہ تو مولوی صاحب کے جوتے ہیں۔ آپ نے دونوں جوتے اپنے ہاتھ مبارک میں پکڑ لئے۔ ترتیب وار لپیٹ کر ادب سے رکھ دئے اور فرمانے لگے میں نے مولوی صاحب کی جوتیوں کی بے ادبی کی۔ میں گنہگار ہو گیا ہوں اس شفقت اور عنائت سے نہایت شرمندہ اور رسوا ہوا اور استغفار پڑھا۔ ایک دفعہ امرت سر کے رہنے والے چند آدمی قدم مبارک آنحضرت سرور کائنات مفخر موجودات صلے اللہ علیہ وسلم کا گاؤں میں پھیرتے پھراتے میرا شریف میں آ گئے۔ ایک سند مزین باسناد در قدم مبارک ہمراہ تھی۔ زیارت کی خاطر قدم مبارک حضرت کے آگے رکھا۔ سند کا مضمون یہ تھا کہ یہ چند قدم مبارک ملک

عرب سے شاہ تیمور ملک ہندوستان لایا تھا۔ جب اسلامی حکومت کو زوال ہوا تو یہ قدم سکھوں سے حضور کے شیدائیوں نے خدمات کے صلہ میں حاصل کئے ؎

جان حزیں گشتہ دگشتہ فدا
بر گرد ہم بہ قدم مصطفیٰ

حاضر مجلس نے قدم مبارک کی اصلیت پر کچھ جھگڑا شروع کیا۔ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ جب سنو کہ یہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک ہے تو تعظیم و تکریم یہ ہے کہ دل و جان سے فدا ہو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرح بغیر فداہ ابی و امی اور کچھ نہ کہو۔ اسی طرح سیدوں کا ادب و تعظیم ضروری ہے۔ اگرچہ ان کے اعمال کیسے ہی ہوں۔ ایک گھر کا بھیدی جو اکثر اوقات سفر و حضر میں آپ کا ہمرکاب رہا۔ یعنی مولوی محمد نواز صاحب ذکر کرتا ہے کہ طریقہ مالوفہ حضرت خواجہ کا راگ سننے میں یہ تھا کہ اکیلے حضرات مشائخ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عرسوں پر ساز وغیرہ کے سوا آپ غزلیں اور مولود شریف سنا کرتے۔ اگر کسی وقت مشائخ کی پیروی میں ساز وغیرہ سے راگ شروع ہو جاتا تو آپ تھوڑی دیر بیٹھ کر اٹھ جایا کرتے اور گاہ گاہ خاص درویش اپنے مثلاً مولوی احمد خاں صاحب حضرت ثانی اور مولوی میر احمد صاحب اور سید احمد شاہ صاحب اور استاد جلال الدین صاحب معروف چکی والے اور مولوی صالح محمد صاحب امام مسجد کو اپنے ہمراہ باہر جنگل میں لے جا کر قوالوں سے قوالی ساز سے سنا کرتے۔ اکثر اوقات نذیر حسین قوال اٹک سے آ کر میرا شریف چند روز ٹھہرا کرتا اور ساز سے قوالی کیا کرتا اور اس مصرعہ پر اکثر مجلس والوں کو وجد ہوا کرتا ؎

جس نے عشق میں سر نہ دیا وہ جگ میں جیا تو کیا جیا

خاموش کر شاہ صاحب کا چہرہ زرد ہو جایا کرتا اور سرد آنکھوں سے آنسوؤں

کے چشمے جاری ہو جایا کرتے اور اکثر اوقات خاص کر جمعہ کی رات کو سحری کے وقت میاں فیض اللہ اور گل محمد قوالان حضوری عشقیہ وحدانیہ غزلیں سبھے عاشقوں کی مثلاً جامی، بلہے شاہ، حافظ وغیرہ کہا کرتے اور حرمت ودختم ہے۔ ایک لذا نہ والیک وغیرہ اور یہ حرمت راگ کی جو مشہور ہے یہ لغیرہ ہے فی نفسہٖ نہیں۔ ورنہ غازیوں کا طبل اور اعلانِ نکاح دف کے ساتھ جائز نہ ہوتے۔ اور یہ خبر تو اتر کو پہنچ چکی ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین چشتی علیہ الرحمۃ کی مجلس میں جو ایک روز یہ شعر پڑھا گیا ہ

کشتگان خنجرِ تسلیم را!
ہر زماں از غیب جان دیگر است

تو آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ قبلہ عالم رحمۃ اللہ زہد و عبادت و ورع و تقویٰ اور احکام شرع پر ایسے ثابت قدم تھے کہ بچپن سے تادم واپسیں کوئی نماز جماعت سے قضا نہ ہوئی۔ چنانچہ اس تجربے پایاں طریقت کے جب مزاج اقدس اور طبع طبیب نے چند روز رحلت سے پہلے جب آپ کی طبیعت ناساز ہوئی اور وجود مسعود کمزور ہو گیا۔ حتیٰ کہ اٹھنے اور چلنے کی طاقت نہ رہی تب بھی چند ایک خادم آپ کو چارپائی پر اٹھا کر مسجد میں لے جایا کرتے اور حضور قبلہ عالم نماز پنجگانہ جماعت سے ادا فرمایا کرتے تاکہ ایک روز شام کے وقت دنیا سے چت جا کر خداوند تعالیٰ سے جو مشغول ہوئے۔ ناگاہ آپ پر سکرات موت ظاہر ہو پڑی اس غشی اور خود رفتگی میں ایک نماز قضا ہو گئی اور حضورؒ نے اپنی جان جانِ آفرین کو سپرد کی اور نیک نہاد عزیزوں اور خوش اعتقاد مریدوں کے دلوں پر داغ فراق لگا دیا۔ اور فانی جہاں سے چل بسے (آپ کے اقوال و ارشادات) ایک روز حضور نے فرمایا اگر کوئی شخص لوگوں کے سامنے درویشانہ لباس میں آوے اور لوگوں کو خداوند کریم کی طرف رغبت دلا دے اور دین متین کو روشنی بخشے اور اگر اس سے یہ آثار نہ ظاہر ہوں۔

(جان) تو کر دہ خالی ڈھول ہے۔ معرفت اور حقیقت سے بے بہرہ ہ

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دست نباید داد دست

ایک دفعہ حضور نے فرمایا کہ درویش کو چاہیئے کہ خدا داد مصیبتیں اور تکلیفیں مردانہ وار سر پر سہے اور خوشی سے عبادت کرے اور نااہلوں کے ظلم سے غمگین نہ ہو۔ ازاں بعد آپ نے فرمایا۔ سیر و سیاحت کے زمانہ میں ایک گاؤں میں جو مجھ کو رات آ گئی سحری اٹھ کر جو وہاں سے چلا تو راستہ میں سورج چڑھنے کے وقت جنگل آ گیا۔ ایک بیر کے درخت کے نیچے اسباب رکھ کے قضا حاجت کرنے لگا۔ جب میں فارغ ہو کر اپنے اسباب کے پاس گیا تو اس زمین کا مالک ایک زمیندار ہل چھوڑ کر میرے پاس آیا اور پوچھا کہ پائخانہ تو نے پھرا ہے۔ میں نے سچ کہہ دیا کہ جی ہاں میں نے ہی کیا۔ الصدق ینجی ہ

راستی موجب رضاء خدا است
کس ندیدم کہ گم شد از راہ راست

جس کو سن کر وہ غصہ سے لال پیلا ہو کر بولا کہ چل اس کو میری زمین سے اٹھا کر باہر پھینک اور بہت برا بھلا بھی کہا جس کو سن کر میں نے صبر و شکر کیا۔ تھوڑی دیر بعد کہنے لگا کہ تیری شکل کچھ نیک اور درویشانہ معلوم ہوتی ہے اس لئے قصور معاف کرتا ہوں۔ آئندہ کے لئے توبہ کر اور وعدہ کر کہ پھر زمین پر پاخانہ نہ پھروں گا۔ گو بظاہر تو یہ توبہ بہت ہی سخت تھی کیونکہ زمین کے بغیر اور کون جگہ تھی۔ لیکن دفع شر کے لئے اس کے منہ پر انشاء اللہ کہہ کر اقرار کیا کہ زمینداروں مالکوں کی زمین پر پھر پاخانہ نہ پھروں گا تب اس کے ہاتھ سے خلاصی ہوئی۔ تب رستہ پکڑا ہ

دریائے فراوان نہ شود تیرہ بسنگ
عارف کہ برنجد تنگ آب است ہنوز

راوی کہتا ہے کہ ہر چند تقاضا اور اصرار کیا گیا کہ اس کا پتہ تبلایا جائے لیکن پردہ پوشی کے لحاظ سے وہ بھی نہ تبلایا۔ ایک روز حضور درخت توت کے نیچے اپنے نکر والے کنوئیں پر بیٹھے ہوئے تھے کہ مسمی غلام محمد نے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ غریب نواز چند ایک ساتھیوں کے ہمراہ پاکپتن شریف جانے کا ارادہ ہے دعا فرمائیں کہ خیریت سے واپس آکر قدم بوسی حاصل کروں۔ آپ نے فرمایا کہ حج بیت اللہ اور بزرگانِ عظام کی زیارت اسی وقت مفید ہوتی ہے کہ رستہ میں اپنے رفیقوں کے ساتھ جھگڑا تنازعہ نہ کیا جائے۔ بلکہ ہر وقت ان کے ساتھ خوش خلقی اور مروت سے رہیں -- اور کوئی گلہ شکایت اولیاء اللہ کے حق میں نہ کریں۔ ورنہ خسارہ ہی خسارہ ہے۔ اسی معنی میں آپ نے ایک بات بیان فرمائی۔ کہ دو آدمی پاک پتن شریف کے بہشتی دروازہ سے گزرنے کے لئے گئے اور اپنا کام خیریت سے پورا کر کے واپس ہوئے۔ راستہ میں سخت بارش ہو پڑی۔ کل زمین پانی پانی ہو گئی مسافروں کو سخت تکلیف درپیش آگئی۔ ایک ان میں سے برافروختہ ہوا اور بزرگوں کو برا بھلا بکنے لگا۔ نفع کے بجائے نقصان اٹھایا خالی ہاتھ گھر پہنچا۔ ذاکرین کو چاہیئے کہ کسی بزرگ یا کسی متبرک مقامات کی زیارت کو روانہ ہوں تو اول استقامت اختیار کریں اور نماز روزہ اور ورد وظائف معینہ کو سفر و حضر میں ناغہ نہ کریں۔ حتی کہ زیارت سے مشرف ہوں۔ تب تو ضرور اثر اور تاثیر ہو گی۔ ورنہ کوشش بے فائدہ اور سفر بیکار۔ سید احمد شاہ صاحب کے ایک خط کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا کہ اس راہ میں بڑے صبر کی ضرورت ہے اور پہاڑ کی طرح مضبوطی درکار ہے تب جا کر دروازہ کھلتا ہے۔ کم کھانا کم پینا اور ورد وظائف پر محکم رہنا درس دینا۔ چھوٹے بچوں کے درس سے اجتناب کرنا۔ رات کو جاگنا دنیا داروں کی طرف نہ جانا اور کسی سے نذر نہ مانگنا اگر بلا مانگے

کوئی دے تو انکار نہ کرنا۔ ورد وظائف کے وقت دروازہ بند رکھنا۔ اور نہ کھولنا۔ اگرچہ کوئی کتنا ہی واویلا کرے۔ اگر شغل کا غلبہ ہو تو ورد وظائف چھوڑ کر فرض اور سنت مؤکدہ پر محکم رہے۔ تیز پیاس سے محفوظ رہنے کی کوشش کرنا۔ کھانے کی چیز کو حاصل کرنا اگرچہ اپنی کوشش سے ہو۔ اچھے عشق سے خالی نہ رہنا۔ مگر چھوٹے لڑکوں کی صحبت زہر قاتل ہے۔ اگر کوئی ورد وظیفہ پوچھے تو اس کو ورد وظیفہ بتلانا۔ جائز تعویز لکھنا اور ناجائز سے پرہیز کرنا نرم بستر پر سونا اور سخت سردیوں میں پاخانہ حجرہ کے اندر پھرنا اور روٹی وغیرہ کھانے وقت حاضرین کو حصہ دار کرنا تاکہ اس کھانے وغیرہ کی زکوٰۃ نکلتی رہے اور پس خوردہ خدام کو دینا۔ اور ضروری چیزوں کے لئے قرض اٹھانا مضائقہ نہیں۔ میاں حسن درویش آستانہ عالیہ نے ایک روز نماز عصر کے لئے وضو کرتے وقت حضور قبلہ عالم میروی رح سے سیر و سیاحت کے لئے اجازت مانگی۔ حضور نے اجازت نہ دی۔ پھر دوبارہ عرض کی کہ حضور آپ تو جس وقت چاہیں سفر کریں اور مجھ کو منع کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میرے جیسا سفر کر سکتے ہو۔ میں نے سات سال سفر کیا۔ لیکن کسی شہر میں دو راتیں یا دن میں مقیم نہیں ہوا۔ کسی کو اپنا نام تک نہ تبلایا اور نہ کسی سے اپنی ضرورت کے بارے میں کچھ طلب کیا۔ لوگوں نے جو پھٹے پرانے کپڑے باہر پھینکے۔ ان کو چن چن کر پاک کر کے مرقع بنایا۔ تم جہاں جاتے ہو لوگوں کو کہتے ہو کہ میں میرا شریف سے آیا ہوں اور لنگر کے ایک کام کے لئے جا رہا ہوں۔ اس طرح سفر کرنا منع ہے۔ اور ناحق پیر بھائیوں کو تکلیف دینا ہے۔ ایک دن ایک مولوی صاحب حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی کے مرید نے حضور قبلہ عالم میروی رح کی خدمت میں حاضر ہو کے عرض کی کہ پہلی بیعت حضرت سیالوی رح کی میں نے اس طرح فسخ کی کہ نماز روزہ کی بجائے بھنگ، چرس اختیار

کی اور ایک ملنگ کا مرید بن گیا۔ حتیٰ کہ تمام عمر مسکرات کے استعمال اور لہو و لعب میں گزاری اور داڑھی سفید ہو گئی۔ اب اپنی کرتوتوں سے پشیماں ہوں اور اب پیر طریقت میرے اس جہان سے سفر کر گئے ہیں۔ اور دوسری کوئی جگہ اب منظر نہیں آتی اس لئے آپ کے آستانہ عالیہ کی دہلیز پہ سر آ رکھا مہربانی کر کے اب نئے سرے سے بیعت کرو تاکہ خاتمہ بالخیر ہو ؎

عجب نیست از سیر خسرواں
کہ نیکی کنند از کرم با بداں!
در اقبال نیکاں بداں میزنید
اگرچہ بداں اہل نیکی نیند

حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہ مولوی صاحب پیر کامل مشابہ خونی اژدہا کی ہوتا ہے۔ اس کا ڈنگ ضرور بعد ضرور اثر کرتا ہے اور اس کے اثر سے اکثر لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ پس اس وقت آپ کا اپنے گناہوں سے پشیمان ہونا میرے خیال میں اس بیعت کی تاثیر ہی ہے۔ پس تم کو اور کسی صاحب کمال کی بیعت کرنی منع ہے۔ ہرچند آپ نے ان کی تسلی و تشفی کی لیکن وہ صبر نہ کر سکے۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ میں آپ کو ایک سفارشی چٹھی لکھ دیتا ہوں۔ اس کو اپنے پیر کی تربت پہ جا کر رکھ کر عرض کرنا غالب امید ہے کہ آپ کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ اور اگر کچھ حاجت باقی رہی تو پھر میرے پاس آنا۔ الغرض مولوی صاحب مذکور آپ کا خط سفارشی لے گئے۔ اور حسب الارشاد قبر مبارک پر رکھ کے عرض کی۔ تھوڑے دنوں بعد مولوی صاحب کا پیغام آیا کہ میرا کام خدا کے فضل اور آپ کی نظر عنایت سے پورا ہو گیا۔ آئندہ کے لئے بھی ہمیشہ دعا سعادت نما سے اس عاجز کو سرفراز فرمایا کریں اور فراموش نہ کریں۔ ایک دفعہ سماع کا ذکر چھیڑا

آپ نے فرمایا کہ صوفیائے کرام اس وجہ سے اپنے واسطے سماع کو جائز رکھتے ہیں۔ کیونکہ اکثر نوافل اور عبادات و ریاضات کے شغل سے دلوں میں ملولیت اور کدورت جو پڑتی ہے اس لئے چند ساعتیں پوری فراغت اور آرام سے خوش الحانی سے غزلیں اور مولود شریف سنتے ہیں اور اس کے سوا حرام جانتے ہیں۔ اور اس قدر کا جواز شریعت سے جانتے ہیں۔ اس واسطے کہ تفسیر احمدی تحت آیت شریف (ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ) طرفین کے دلائل موجود ہیں۔ حلت و حرمت پر مفصل بحث ہے اور آخری فیصلہ یہ لکھا ہے کہ جس کسی کو سماع سے لذت اور شوق الٰہی اور دنیا سے انقطاع حاصل ہو اس کو تو راگ کا سننا جائز ہے۔ اور اگر شہوت نفسانی اور خیالات شیطانی راگ کے سننے سے زیادہ ہوں تو اس آدمی کو راگ کا سننا حرام ہے۔ سعدی مرحوم نے ایک رباعی میں کیا خوب فرمایا ہے ؎

جہاں پر سماع است و مستی و شور
ولیکن چہ بیند در آئینہ کور
بہ از روئے زیباست آواز خوش
کہ آں حظ نفس است و ایں قوت روح

پشاور کے قیام کے وقت ایک روز آپ کے پاس دوسرے سلسلہ والوں نے کسی پرانے جھگڑا پہ ایک دوسرے سے جھگڑنا شروع کیا۔ مگر حضور جو اس وطن کے محرم تھے بار بار فرماتے ؎

ذوئی دور کرو کوئی ہور نا ہیں
سب شاہد آکھو کوئی چور نا ہیں

ایک روز حضور کی مجلس میں دوسری بیعت کا ذکر چھڑا۔ مولوی محمد نواز صاحب نے بیعت ثانی کے ثبوت میں صحابہ کرام رضوان اللہ

علیہم اجمعین کا دوبارہ حضرت ابوبکر صدیق سے بیعت کرنا پیش کیا
حضورؒ نے ہنس کر فرمایا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ اوّل وثانی سے بیعت
کرنا علے ہذا القیاس چند وجہ پر تھا۔ کبھی ایمان کی خاطر کبھی جہاد
کی خاطر کبھی اخلاق حسنہ کی خاطر اور یہ بیعت جو متداول اور مشہور
ہے صوفیائے کرام کے درمیان ہرگز جائز نہیں۔ لیکن ہاں اگر بیعت
کسی غیر شرع سے واقع ہوئی ہو تو اس کا فسخ جائز ہے۔ کیونکہ
وہ فی الحقیقت بیعت نہیں کہی جا سکتی۔ ہاں ویسے کسی فقیر سے
فیض لینا حرج نہیں (تعمیر مساجد) اِنما یعمر مساجد
اللہ من اٰمن باللہ والیوم الاخر (ترجمہ) سوائے
اس کے نہیں کہ آباد کرتا ہے مسجدوں کو وہ شخص جو ایمان لایا
اوپر اللہ اور دن آخرت کے۔ حضرت قبلہ عالم رہ نے کئی مسجدیں
اپنی زندگی میں تعمیر کرائیں۔ ڈھوک پٹھان شاہراہ چھب پر جو واقع
ہے یہاں کوئی مسجد نہ تھی۔ آپ نے وہاں مسجد بنوائی اور اب
حضرت ثانی صاحب کی مہربانی سے وہاں کنواں بھی بن گیا۔
(۲) چھب اسٹیشن پر ایک مسجد اور ایک مسافر خانہ اور ایک
آدھ مکان خدمت گار کے لئے اپنی خاص گرہ سے بنوایا گیا۔ اسی
طرح شاہ محمدی اور نکہ وغیرہ جگہوں پر آپ کی بنائی ہوئی مسجدیں
موجود ہیں اور میرا شریف کی مسجد بلحاظ وسعت کے قابل دیدنی ہے
(کتب خانہ) قرآن کریم اور کتب متداولہ کے اکثر درس
آپ نے کھلا رکھے تھے۔ اور استاد بھی آپ کو درس دینے والے
ایسے ملتے رہے جو خدا واسطے درویشوں کو پڑھاتے اور روٹی
کپڑا لنگر سے آپ ان کو عنایت فرماتے ہیں اور درویشوں کو
خرچ خوراک کتابیں وغیرہ ہر ایک چیز لنگر سے مفت ملا کرتی ہے۔ بڑا
اچھا کتب خانہ جمع کیا۔ سنا ہے کہ اب اس میں بہت اضافہ ہو گیا ہے

اللّٰہم ذد فزد (مذہبی تعامل) حضرت قبلہ عالم آجکل کے
مذہبی خانہ برانداز جھگڑوں میں بالکل نہ پڑتے تھے آپ کا مسلک صلح
کل تھا۔ آپ پکے حنفی المذہب تھے اور اسلام کے دعویدار شیعہ
وہابی۔ چکڑالوی۔ مرزائی۔ اہل قرآن۔ بابی وغیرہ فرقوں سے آپ کو
دلی نفرت تھی۔ حتیٰ کہ کئی ایک خاص علماء احناف کو ان کی سرکوبی پر
لگایا ہوا تھا۔ مثلاً حضرت فقیر مولوی سید لعل شاہ صاحب خلیفہ مجاز
ساکن دوالمیال ضلع جہلم مرحوم و مولانا مولوی محمود صاحب مرحوم ساکن
کنجاہ ضلع گجرات و مولانا مولوی احمد دین صاحب مرحوم ساکن دہرابی
ضلع جہلم آپ اپنے سارے دوستوں کو حنفی المذہب کی پابندی کی
تلقین کرتے تھے جس کا مسلک آئمہ اربعہ سے باہر ہوتا۔ اسے
راہ راست پر خیال نہ کرتے:
(حضور قبلہ عالم کا سفرنامہ اہل اللہ کی ملاقات اور مزارات متبرکہ
کی زیارتیں) حضرت قبلہ عالم رح شہرت سے بہت نفرت کیا کرتے۔
اور اکثر سفر سے بھی پرہیز کیا کرتے۔ اس لئے کہ لوگوں کو آپ کی
وجہ سے تکلیف نہ ہو۔ سفر و حضر میں بہ خاص سنگی یعنی مولانا مولوی
احمد خاں صاحب و ملک سرفراز خاں صاحب و میاں حاجی صاحب و
حافظ بدر الدین صاحب و مولوی نور حسین صاحب و استاذ صالح محمد
صاحب ساتھ رہا کرتے۔ مندرجہ ذیل جگہوں پر آپ تشریف لے گئے
لاہور۔ جہلم۔ پشاور۔ مکھڈ۔ گڑھی شریف۔ پاکپتن شریف۔ کالاباغ
راولپنڈی۔ بھریا سیدن شاہ۔ چکوال۔ کشمیر۔ پنڈ دادنخاں۔ شاہپور
ایبٹ آباد۔ ملتان وغیرہ وغیرہ ایک دفعہ جو حضور درویشوں کے
ہمراہ پاکپتن شریف زیارت کے لئے ملتان کے رستے گئے تو مسمیٰ
احمد یار ملنے کو اسٹیشن پر آیا اور یعقوب ساتھی کا حال احوال پوچھا
آپ نے فرمایا وہ تو فوت ہو گیا ہے۔ جس کو سن کر اس کی آنکھوں
سے آنسو بہ نکلے

خوش آنزماں کہ بہ بنیم بردہان لب تو
تو خود بگوئی کہ ما از برت جہان بردیم

کہنے لگا حضرت بہت مدت اکٹھے رہے۔ لیکن کبھی اس شخص نے غصہ سے مجھ کو برا بھلا نہ کہا۔ خدا کی جناب میں میرے اور اس کے لئے دعائے خیر فرمایئے کہ خداوند کریم دار الخلد میں ہم دونوں کو خلود اور وصال ہمیشگی نصیب کرے آمین ثم آمین ؎

حافظا خلد بریں موروث منست
لیک ودیں منزل بے یار نشیمن چہ کنم

ایک روز حضور نے فرمایا کہ خواجہ محمد رمضان نامی ایک شخص قبلہ عالم تونسوی کے خلیفے لاہور میں رہتے تھے۔ یہ مسکین سیر و سیاحت کے زمانہ میں آپ کی زیارت کی خاطر پاپیادہ منزل طے کر کے آپ کے آستان فیض نشان پر پہنچا دیدار فیض آثار سے مشرف ہوا۔ آپ کے درویشوں سے مصافحہ و معانقہ کیا۔ چونکہ رمضان شریف کے دن تھے وہاں پر چند روز قیام کیا۔ ایک روز ایک شخص نے دعوت طعام دی۔ آستانہ کے کل درویشوں نے قبول کی۔ پھر اس شخص کے ہمراہ روٹی کھانے کو جب گئے تو اس نے ہم کو ایک مکان کے بالاخانہ پر جا بٹھایا۔ ایک عورت حسن و جمال سے آراستہ و پیراستہ میرے نزدیک کرسی پر آبیٹھی۔ جب میں نے اس کی بابت ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے تو کسی نے کان میں کہا کہ یہ دعوت کنندہ رنڈی ہے جس کو سنتے ہی طبیعت بہت بے چین اور بیزار ہوئی۔ چپکے کوزہ اور پاپوش لے کر اس کی نظر سے بچ کر میں بھاگ نکلا۔ جب اس نے مجھ کو غیر حاضر پایا میرے پیچھے دوڑی بہت منت ماجرہ کی۔ لیکن میں نے ایک نہ مانی۔ ایک دفعہ مولوی محمد نواز صاحب فرماتے ہیں کہ میں اور سلطان طالب علم دونوں رمضان شریف کے دنوں میں مولوی محمد علی صاحب ناشق مکھڈی کے عرس پر گئے۔ ۲۹ رمضان المبارک کو عرس ختم کر کے ظہر کے وقت ہم دونوں سیال شریف کی طرف واپس پھرے اور عصر کی نماز اس مسجد میں آ پڑھی جو مولوی سراج الدین صاحب کے گھر کے پاس انجرہ میں تھی۔ اتفاقاً اتفاقات آپ بھی وہاں ہی آ گئے۔ قضا الٰہی سے شام کے وقت عید کا چاند نظر آ گیا۔ اس لئے سحری کے وقت سیال شریف روانہ ہو پڑے۔ اندھیری رات تھی راستہ میں بھول گئے چونکہ اس علاقہ کے رستوں سے خوب واقف تھے۔ اس لحاظ سے سیدھا سیال شریف کی طرف منہ رکھ دیا۔ چونکہ سردی کا موسم تھا اس لئے لاچار ہو کر آگ جلا کر تاپی الغرض دوپہر کو سخت تکلیف کے بعد سیال شریف پہنچے مسکین چپ چاپ بھوکا اپنے حجرہ میں سو گیا۔ ظہر کے وقت وضو کر کے حضرت قبلہ عالم کی قدم بوسی کی آپ نے مہربانی سے پوچھا کہ آج تم نے دن کو کھانا کہاں کھایا۔ میں نے عرض کی قبلہ نہ کسی نے راستہ میں روٹی دی اور نہ ہی میں نے کسی سے سوال کیا۔ اب تک بھوکا ہوں آپ نے فرمایا کہ میں بھی ایک روز سیر کی حالت میں عیسیٰ خیل کی مسجد میں گیا اور نماز جماعت سے پڑھی۔ عید کا دن تھا نہ کسی نے روٹی دی اور نہ ہی میں نے کسی سے سوال کیا۔ رات کو ایک آدمی نے گوشت روٹی دی۔ ایک روز آپ نے فرمایا کہ نواب صاحب مظفر خاں رئیس کالاباغ جو شاہ صاحب کے معتقدوں سے تھا اور مجھ سے بھی حسن ظن رکھتا تھا ایک دن کہنے لگا کہ جب کبھی تونسہ شریف آؤ تو مجھ کو ضرور وردِ بلال فیض آثار سے مشرف کرنا۔ آپ نے فرمایا اچھا۔ انشاء اللہ ایک دفعہ بعد اس کے جو مجھے تونسہ شریف جانے کا اتفاق ہوا۔ شاہ صاحب سے اجازت لے کر رخصت ہوا۔ آپ نے ایک سرفراز نامہ اپنی طرف سے شاہ صاحب مذکور کی طرف لکھ کر حوالہ کیا جس کو میں نے کھرچیا میں رکھ لیا۔ اور روانہ ہو پڑا جب موضع گڑھ کوٹ فتح خان کے قریب پہنچا نماز ظہر پڑھ کے جب دلائل الخیرات پڑھنی شروع کی تو شاہ صاحب کا نوازش نامہ بھی نظر سے گذرا۔ اس فقیر کی سنت

بہت سمجھ کر لکھا۔ دل میں خیال کیا کہ شاہ صاحب کا خط ایک دنیا دار کے پاس طمع نفسانی کے لئے لے جانا اچھا نہیں۔ اس لئے خط مرقومہ سے آپ کا نام پھاڑ کر کھا لیا اور باقی کو ریزہ ریزہ کر کے دیوار کے سوراخ میں دے دیا اور وظائف پڑھ کر پھر روانہ ہوا۔ عیسیٰ خیل کی سڑک پکڑ لی۔ جب خان صاحب کے مکان سے گذرنے لگے تو منہ پر کپڑا ڈال لیا۔ اور چپکے گذر گئے۔ خان صاحب کو کسی ملازم نے جا جتلایا۔ آپ نے ایک سوار میرے پیچھے دوڑایا اور اس کو کہا جہاں ملیں سوار کر کے واپس لے آنا ورنہ عرض کرنا کہ وہاں ہی ٹھہریں میں خود آنکھوں کے بل پہنچوں گا۔ گھوڑ سوار نے میرے پاس پہنچ کے مجھ کو جا لیا۔ نواب صاحب کی طرف سے بہت عرض نیاز کی۔ لیکن میں نے کہا کہ تونسہ شریف کا ارادہ ہے۔ واپس پھرنا اچھا نہیں۔ اس نے کہا کہ پھر آپ یہاں ہی ٹھہریں۔ میں نواب صاحب کو یہاں ہی بھیج دیتا ہوں۔ میں نے جواب دیا کہ میری عادت ہے کہ تہجد پڑھ کے جہاں کہیں سفر کرنا ہو کرتا ہوں۔ آج صبح سویرے چلا جاؤں گا۔ اس شہر کے لوگ فقیروں کے بڑے چاہنے والے تھے۔ اس درویش کی بھی بیحد خدمت کی۔ اتفاقاً ایک درویش اس گاؤں کی مسجد میں بڑی مدت سے عبادت و ریاضت میں مشغول تھا۔ جب اس فقیر کے پاس مخلوق کا ٹھٹھ ہوا اور ہجوم دیکھا تو ٹل کر ایک اپنے ندیم سے کہا کہ خدا معلوم ان چشتی پیروں کے پاس کیا جادو ہے۔ جس جگہ یہ ہوں وہاں ہی مخلوقات ان کے سروں پر پروانہ وار جمع ہو جاتی ہے۔ اور یہ ان سے گھبرا کر بھاگتے ہیں کسی کو کچھ نہیں سمجھتے۔ اس درویش کو دیکھو کالا باغ سے پوشیدہ نکل آیا ہے خبر ملنے پر نواب صاحب نے نوکر کو گھوڑا دیکر پیچھے بھیجا اور اس نے لاپرواہی کر کے انکار کر دیا۔ اور گاؤں کے لوگ شہد کی مکھیوں کی طرح اس پر گر پڑے ہیں اور خاطر مدارت میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ اور فقیر کو دیکھو اپنے وظائف میں مشغول ہے۔ اور کسی کو پوچھتا نہیں کہ تم کون ہو۔ اور

کیا نام ہے۔ میں مسکین مدت سے یہاں مقیم ہوں اور گوشہ میں بیٹھ کر شب و روز یاد الٰہی میں مشغول ہوں کسی نے آکر کبھی پوچھا بھی نہیں فائدہ پہنچانا بجائے خود رہا۔ جب میں اس کی یہ بات سنی تو اس پر جو مجھ کو حسن ظن تھا جاتا رہا ؎

آنکہ چوں پستہ دیدمش ہمہ مغز
پوست بر پوست بود ہمچو پیاز
پارسایان روئے در مخلوق
پشت بر قبلہ مے کنند نماز
ترسم نرسی بہ کعبہ اے اعرابی
کیں راہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

الغرض صبح کی نماز جماعت سے پڑھ کر روانہ ہوئے منزل کاٹتے کاٹتے جب موضع کوٹ سے گذر کر قریب مزار گوہر بار حضرت الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے پہنچے ایک شخص سبز لباس والا ہاتھ میں تسبیح لے کر برلب سڑک کھڑا ہو کر دیکھ رہا تھا۔ دل میں بڑی خوشی ہوئی کہ کسی تکلیف اور محنت کے بغیر خدا کے دوست کی زیارت نصیب ہو گئی بڑے ادب اور تعظیم سے ملاقات کی گئی۔ جب بات چیت کا سلسلہ شروع ہوا تو اس نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ خواجہ الیاس رح کے حجرہ میں چلہ کاٹوں تو درویش نیک صورت معلوم ہوتا ہے مہربانی کر کے میرے پاس ان خلوت کے دنوں میں ٹھہر اور مدد امداد کر۔ جب میں فارغ ہوں گا تو پھر تم کو ہمراہ لے کر اطراف و جوانب میں پھروں گا۔ اور تم لوگوں سے کہنا کہ اس فقیر نے حضرت الیاس کے حجرہ میں چلہ کاٹا ہے۔ اس کی خدمت کرو۔ جو کچھ ملے گا۔ آدھا میرا آدھا تمہارا۔ تم کو بہت فائدہ ہوگا۔ میری عرض منظور کر ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

صورتِ مرداں بخواہی سیرت مرداں گزیں
مرد ناحق کار را با نقش ایواں چہ کار

حتیٰ کہ میں ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں دوپہر کو جا پہنچا۔ سخت گرمی کے دن تھے۔ بازاروں کے چاروں طرف خوب چہل پہل تھی۔ فقیر وہاں سے جو ایک مسجد میں گیا تو دیکھا کہ ایک گوشہ نشین مسجد میں اپنا مصلے بچھا کر اپنے چلہ میں مشغول ہے۔ انگلی کے ساتھ میری طرف اشارہ کیا۔ میں اس کے نزدیک چلا گیا۔ تھوڑے گندم کے دانے میرے پلہ پر ڈالے اور بازار کی طرف اشارہ کیا میں نے گمان کیا کہ شاید بھنا کر لانے کے لئے اشارہ کیا۔ چونکہ وہ وقت بھنانے کا نہ تھا۔ دوکان سے واپس آکر عرض کی کہ ابھی وقت نہیں اگر اجازت ہو تو ان دانوں سے کچھ اور چیز خرید کر کھا لوں۔ جب یہ بات مجھ سے سنی تو دانے واپس پلٹ لئے۔ اور مجھ کو بہت برا بھلا کہا۔ جس کو سن کر میری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی۔ دل میں خیال کیا خدا جانے قصور مجھ سے کیا سرزد ہوا۔ کہ مجھ پہ اتنی خفگی ہوئی۔ اس کی یاوہ گوئی سے حیران پریشان ہو کر کچھ دیر قیلولہ کیا پھر بیدار ہو کر نماز ظہر پڑھ کر روانہ ہو پڑا۔ تونسہ شریف کی زیارت کر کے پھر اسی راستہ سے جب واپس آیا تو ایک گاؤں میں دیکھا۔ کہ وہی فقیر اسی حلیہ کا مشتاق بیٹھا ہے۔ اور اس کا ایک ساتھی نمازیوں کی جماعت میں بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ مسلمانو ایسے اولیا کی خدمت کرنا تم پر فرض ہے۔ جو ابھی حضرت الیکس رو کے حجرہ سے چلہ کاٹ کے نکلا ہے۔ میں لاحول پڑھتا ہوا وہاں سے گذر گیا

گر زمانہ با خدا مشاغل شوی
با یقیں داں کامل و واصل شوی
چوں زمانہ ... بہ بینی در جہاں
دست بستہ باش تو خدمت کناں

سید احمد شاہ صاحب فتح جنگی ذکر کرتے ہیں کہ حضرت قبلۂ عالم پیر رحمۃ اللہ حضرت فاضل شاہ صاحب کے ساتھ ایک دفعہ سیر کے لئے علاقہ کشمیر میں گئے۔ اتفاقاً پہاڑ میں مریدوں کے ایک گاؤں میں رات آگئی۔ گاؤں کے چوفیرے ایک مریلا شیر ۱۷ آدمیوں کو نقصان پہنچا چکا تھا۔ رات کو جو آدمی گاؤں سے باہر نکلتا اس کے پنجہ سے مشکل ہی سے نجات پاتا۔ حضرت صاحب ایک لوہار کے گھر فروکش ہوئے تھے۔ سحری جب آپ نماز تہجد کے لئے اٹھے تو بے تحاشا دروازہ کھول کے باہر چلے گئے۔ پاخانہ پھر کر صحن میں آکر وضو کرنے لگے۔ لوہار کو جب خبر ہوئی تو اس موذی شیر کے ڈر سے۔ جو بہت لوگوں کو دکھ دے چکا تھا لکڑیاں لے کر جب آگ جلائی تو دیکھا کہ ہلاکو شیر دو زانو ہو کر حضرت کے آگے بیٹھا ہوا تھا اور حضور وضو میں مصروف تھے۔ میں حیران اور پریشان ہو کر جب نزدیک گیا تو شیر کورنش بجا لا کے واپس چلا گیا۔ بعد ازاں اس کو پھر کسی کو نہ دیکھا ؎

چوں بیابی پرتو انوار ہو
دام و دد چوں ہمہ شوند منقاد تو
داں کہ چوں انسان گمند و بین حق
پائے بوسش مے شود تخت و فلک
یک بشر را بود عادت آنچناں
چوں بخلوت آمدی بیروں ہواں
یک نظر چوں بر کسے انداختی
بارِ اول کار او را ساختی
ذات خود را محو کردی در احد
زندہ گشتی با جمل در ابد
گر چہ بودی عاشق مرد مشتی

درگروه اولیا گردی غنی
از قضا یک روز آں شاہ جہاں
مست و مخمور چوں شیر ژیاں
رفت بیروں ہیچکس او را ندید
نظرِ رحمت ناگہاں بر سگ رسید
در وجود سگ وجد حالش شد پدید
دمبدم شد مستی اش اندر مزید
از طفیل آں ولی عالی نژاد
صد ہزاراں سگ بہ بالیش سر نہاد
بادشاہ کرد ندا والا بالدوام
ہر کجا رفتند ہزاراں سگ غلام
اے تو از آں درِ احمد مقیم
استقم بالجد علیٰ باب الکریم
لا یشد الا سخیا باب الکرم
عند نقل بالخطایا والجرم

وہی سید احمد شاہ صاحب ذکر کرتے ہیں کہ ایک روز میرے سامنے حضرت قبلۂ عالم میروی رح نے فرمایا کہ سیر کے ایام میں ایک وقت میں گروہ طلباء کے ساتھ بمقام ٹلہٹر توپ گڑھی افغاناں مشرقی طرف پہاڑ کے دامن میں ہم نے سکونت اختیار کی۔ طلباء کے سبق اسباق سے فارغ ہوکر پہاڑ کے دامن میں شہر سے دور لوگوں سے پوشیدہ ذکر بالجہر شروع کیا۔ ایک بڑے ذوق سے مشتاق تھا کہ ناگہاں شیر ہولناک صورت سے میرے پاس آکر غرانے لگا۔ میں اپنی جگہ پر بیٹھ کر ذکر اذکار میں مصروف شیر بھی میرے ساتھ ذکر جہر میں شریک ہوگیا۔ علی الترتیب یعنی میں جس وقت کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ آواز بلند کرتا تو وہ چپ

ہوجاتا۔ جب میں سانس اندر کھینچتا اس کی تسلی کے لئے تب وہ شروع ہوجاتا۔ بہت دیر خوب ذوق شوق سے ہم دونوں ذکر بالجہر کرتے رہے۔ اختتام وظیفہ کے بعد شیر مجھے سلام کرکے جنگل میں چلا گیا۔ حضور نے فرمایا کہ ایک دفعہ ہم تونسہ شریف کی زیارت سے مشرف ہوکے جنگل کے راستہ سے جو دریا پر پہنچے دیکھا تو کشتی نہ تھی۔ اتفاقاً دور سے ایک کشتی کا بادبان نظر آیا۔ جب وہ نزدیک آیا تو میں اس میں کود کر بیٹھ گیا۔ ملاحوں نے کہا کہ اے درویش خدا جانے یہ کشتی تجھے کہاں لے جائے گی۔ میں چپ رہا۔ جب تھوڑی دور سے کنارہ پر لگی تو میں جلدی سے کود کر باہر نکل گیا اور کشتی دریا کے درمیان پھر چلی گئی۔ ایک دفعہ حضور نے فرمایا کہ سیر کے زمانہ میں ایک بار پہاڑی علاقہ ایبٹ آباد کی سیر کا اتفاق ہوا۔ جب راستہ میں گئے تو ایک شخص ایک چشمہ کے کنارے بیٹھا ہوا بہت سریلی آواز سے غزل بولتا رہا تھا۔ اس کی آواز میں اتنی تاثیر تھی کہ میرے پاؤں چلنے سے رک گئے۔ ناگہاں جو اس نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا چپ ہوگیا۔ ہرچند کہا گیا کہ بولو لیکن اس نے نہ مانا۔ وہاں سے چل کر شام کے وقت ایک گاؤں میں جو ایک نالہ کے پاس پہنچا تھا۔ اس میں نماز شام پڑھ کر قبلہ رو ہوکر چوکڑی مار کر بیٹھ گیا اور حسب ترتیب وار ذکر جہر شروع کیا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک سخت پتھر خوفناک آواز سے ہوا میں اڑ کر میرے پاس آگیا۔ لیکن میں نے اس کی طرف بالکل نہ دیکھا اور اپنے کام میں سرشار رہا تاکہ ہر طرف سے بارش کی طرح ہوا سے پتھر برسنے لگے۔ دل میں خیال کیا کہ آدم زادہ خواہ ہندو ہو یا مسلمان۔ ذکر باری تعالےٰ کو پسند کرنے والا ہے۔ یہ ضرور شیطان جنوں کی حرکت ہے۔ آج اگر ان سے ڈر کر تنگ ہوکر ذکر الٰہی چھوڑ دیا۔ تو یہ ہمیشہ مجھ سے بگڑا رکھیں گے۔ بجائی حامی خدا کے ہاتھ میں ہے

نہ اس خبیث قوم کے ہاتھوں میں ؎

گر گزندت رسد ز خلق مرنج
کہ راحت نرسد ز خلق نہ رنج

اطمینان قلبی سے ذکر بالجہر شروع کر دیا۔ پتھر برستے رہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل اور خواجگان چشت علیہم الرحمہ کی مہربانی سے مجھے ایک پتھر بھی نہ لگا۔ مقررہ وظیفہ سے فارغ ہوا تو نماز عشاء کا وقت ہو گیا چونکہ سردی کا موسم تھا بدن میں سردی کی برداشت کی طاقت نہ رہ گئی۔ شہر کی مسجد میں چلا گیا اور رات کو وہاں رہا علی الصبح وہاں سے روانہ ہو گیا۔ حضور نے ایک دفعہ فرمایا کہ تونسہ شریف کی زیارت سے مشرف ہو کر ملتان کی طرف روانہ ہوا وہاں پہنچ کر چند روز گذارے۔ ایک روز لاہوری دروازہ سے گذر کر شام کی نماز ایک مسجد میں جماعت سے پڑھی ایک شخص منور دین نامی مجھ کو دیکھ رہا تھا کہ میں نے نماز پڑھتے وقت جیب سے پیسے باہر نکال کر رکھ لئے اور شخص مذکور بھوک سے سخت نڈھال تھا۔ دل میں فکر کیا کہ یہ طالب علم جب اتنا پرہیز گار ہے کہ نماز پڑھتے وقت جیب سے پیسے نکال دئے یقین ہے کہ خدا رسیدہ ہوگا جب لوگ نماز سے فارغ ہو کر چلے گئے میں نوافل و وظائف کے پڑھنے میں مشغول ہوا۔ جیسا کہ میری عادت تھی وہ شخص بھی ایک گوشہ میں باحاجت بیٹھا رہا۔ جب میں فارغ ہوا تو وہ میرے پاؤں پر سر رکھ کر لاچاری سے زار زار رونے لگا۔ میں نے کہا کیوں تم کو کیا مصیبت درپیش ہے کہ اس طرح درد سے روتے ہو۔ کہنے لگا حضرت میں ایک بال بچہ دار شخص ہوں اور فقر و فاقہ سے جاں بلب ہوں خدا کے واسطے مجھ عاجز پر نظر توجہ فرمائیں تاکہ تمام تنگیاں اور تکلیفیں دور ہو جائیں۔ میں نے اس کو ایک تعویذ لکھ دیا۔ اور کہا کہ اپنے گھر میں ادب و تعظیم سے محفوظ رکھنا انشاء اللہ رب

الارباب کی جناب سے تجھ پر رزق کا دروازہ کھل جائیگا۔ جب وہ شخص اپنے گھر گیا۔ تو ہر ایک چیز میں آپ کا نقش نظر آیا۔ تجارت شروع کر دی۔ تھوڑے دنوں میں مالا مال ہو گیا۔ جب اس کو حضور کے قیام کا حال معلوم ہوا تو ملاقات کا شوق ہر وقت دامنگیر رہتا۔ اور اگر کوئی شخص اس کے آگے میرا شریف کا نام لیتا تو نقدی اور کپڑا وغیرہ سے خدمت کیا کرتا۔ دست بستہ تابعدار و غلام رہتا۔ اسی طرح تمام عمر گزاری۔ جب میرا شریف ملاقات کو آیا تو یہ کل قصہ بیان کیا اور ہمیشہ ملتان سے تحفہ تحائف بھیجتا رہتا۔ اس کے مال و منال میں بہت ترقی ہوئی ؎

آنکہ شد از ذوق خدا بہرہ ور
از نظر خویش کند خاک زر
گشتہ دلش قلزم اسرار حق
نشستہ مداومت با نوار حق
ہر دو جہاں طالب دیدار او
عجز برآوردہ خریدار او

حضور نے فرمایا کہ ایک دفعہ ہم حضرت مولانا مولوی مکھڈوی رحمۃ کے عرس پر گئے۔ حضرت فاضل شاہ صاحب گڑھوی رحمۃ اللہ بھی رونق افروز تھے۔ ایک روز حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ زائرین پروانہ وار گر رہے تھے۔ اتفاقاً لنگر کی طرف شور و شر کا غوغا اٹھا۔ جس کو سن کر لوگ دیکھنے کو دوڑے اور شاہ صاحب اور میں اکیلے رہ گئے۔ فقیر کو باہر لے جا کر آپ فرمانے لگے کہ وقت اخیر ہے۔ مناسب ہے کہ تم بیعت عام شروع کر دو۔ کیونکہ اس وقت لوگوں کے ایمان خطرہ میں ہیں۔ میری طرف سے اجازت ہے اور یہ اجازت نہ مجھ سے بلکہ خواجہ عالم عالمیان حضرت خواجہ محمد سلیمان رحمۃ اور پیرانِ عظام سے بھی ہے۔

میں نے قبول کیا اور بیعت کا سلسلہ جاری کر دیا۔ لیکن تھوڑا تھوڑا اور خاص کر ادب کے لحاظ سے تونسہ شریف میں میں کسی کو بیعت نہ کیا کرتا تا آنکہ حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب قدس سرہٗ نے تاکیدی حکم دیا کہ ضرور بیعت کیا کرو۔ تب پھر عام طور پر بیعت کرنا شروع کیا اور پیرانِ عظام کے حوالے کرتا گیا۔ ایک روز حضور بمعیت چند اکابر علماء و طلبا تونسہ شریف کو روانہ ہوئے۔ میرا شریف سے چل کر آپ کنڈیاں ملک اللہ جوایا کے گھر جا ٹھہرے۔ وہاں سے چل کر شہر لیہ میں غلام حسن خان بلوچ کے گھر جا ٹھہرے۔ جنوب کی طرف ایک شہیدوں کا روضہ ہے۔ سب طالب علم حسب العادت سبق پڑھ کر تکرار کے لئے اور ورد وظائف کے لئے الگ الگ بیٹھ گئے۔ اور حضرت ثانی صاحب روضہ کے اندر چلے گئے۔ اندر دو قبریں تھیں ان کے سرہانے مربع دار بیٹھ کر آپ نے ذکر جہر شروع کر دیا۔ اثنائے ذکر میں آپ نے قبر سے آواز سنی کہ اٹھ جا اور روضہ سے باہر جا کر ذکر کر۔ دو تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ لیکن آپ کو کسی قسم کا خوف دل میں نہ آیا۔ بدستور ذکر میں محو رہے۔ حتیٰ کہ دونوں شہید اپنے اصلی جسموں کے ساتھ قبریں شق کر کے نمودار ہو گئے اور ذکر جہر سے منع کرنے لگے میاں نے جواب میں عرض کی تم خوب اولیا ہو کہ ذکر الٰہی سے روکتے ہو یہ عجب اولیائی ہے۔ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ ہمارے سروں پر سے ایک سخت ڈراؤنی آواز آئی جب میں نے ان پر نظر اٹھا کر دھیان کیا تو حضور قبلہ عالم میروی رح کی تصویر خیالی تھی جس زبان فیض ترجمان سے یہ آواز آئی تھی لمن الملک الیوم۔ ایک بار نہیں بلکہ کئی بار آپ نے فرمایا۔ دونوں درویشوں نے حیران ہو کر فرمایا۔ الملک لحقیقتنا و مرشدنا محبوب اللہ احمد حضرت خواجہ مولانا احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ازاں وہ ہر دو شہید میری نظر سے غائب ہو گئے۔ بعد فراغت جب میں اپنے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور کی آنکھیں لعل سرخ

کی طرح تھیں اور ہیبت اور سطوت سے آپ چپ چاپ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ثانی صاحب کو بہت خوف آیا۔ لیکن شکر ہے کہ آپ نے اپنی زبان مبارک سے کچھ نہ فرمایا۔

راست کن اجزات را از راستاں
سر مکش اے راستہ زوزاں آستاں
ہم ترازو را تراز و راست کرد
ہم ترازو را ترازو کاست کرد
بر سر اغیار چوں شمشیر باش
ہیں مکن روبہ بازی شیر باش
تا ز غیرت از تو یاراں نگسلند
زانکہ آں خاراں عدو ایں گلبند

مولوی محمد نواز صاحب ذکر کرتے ہیں کہ ایک سال حضرت قبلہ عالم میردی نے تونسہ شریف جانے کا قصد کیا۔ عاجز نے چند روز پہلے ہی اپنے خویش اقربا سے ملاقات کرنے کی خاطر اس شرط پر اجازت مانگی تاکہ رستہ میں پھر ہمرکاب ہو جاؤں گا۔ اتفاقاً ریل کے ذریعہ جب میں لیہ پہنچا تو خان صاحب عبدالحق نے کہا کہ حضور قبلہ عالم میردی بمعیت چند ایک طلبا میرے غریب خانہ کو قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرما کے آج تونسہ شریف روانہ ہو گئے ہیں اغلباً آپ کشتی میں سوار ہو کر پار چلے گئے ہوں گے۔ محض آپ کی روانگی کی خبر سن کر میں لاچار دوبارہ ریل پر سوار ہو کر اسٹیشن کوٹ سلطان پر جا اترا اور تونسہ شریف کی سڑک پکڑ لی۔ دریا میں کشتی پر چڑھ کر پار ہو گیا۔ سورج غروب ہو گیا۔ ارادہ تھا کہ رات دائرہ دین پناہ میں رہوں گا اور علی الصبح تونسہ شریف چلا جاؤں گا۔ کیونکہ موضع مذکور دریا سے میل دو میل کے فاصلہ پر تھا۔ ایک ناواقف سفری ہمراہ ہو گیا۔ جس نے ایک غلط راستہ پر لگا دیا جس میں پھر پانی آ گیا اور رات کی اندھیری ایک دوسری تکلیف اور تیراکی نہ ہونا ایک تیسری تکلیف جبور مشکل ہو گئیں

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

لاچار حیران ہو کے ایک ریتلے ٹکڑ پر بیٹھ کے حضور قبلہ عالم میردی رح کا تصور کر کے استغاثہ پیش کیا کہ امداد کا وقت ہے میں مسکین سفر کا کوٹا ہوا دل کو جگر آپ کے فراق میں جلایا ہوا حیران بیٹھا ہوں کیا اچھا ہو اگر غریب نواز کی نظر عنایت سے اونٹ کی سواری میسر آ جاتے تو پھر امید تھی کہ اس پانی پر بآسانی عبور ہو سکے ۔ ورنہ میرا پختہ ارادہ ہے کہ علی الصبح واپس میرا شریف چلا جاؤں گا ۔ استغاثہ ختم ہی کیا ہو گا کہ ناگہاں ایک شتربان اونٹوں کا غول قطار دار کر کے وہاں سے آ گزرا اور کہنے لگا کہ اے درویش اندھیری رات میں کیوں الساحران و پریشان بیٹھا ہے ۔ اٹھ اونٹ پر سوار ہو کہ تجھ کو دائرہ دین پناہ میں پہنچا دوں ۔ الغرض سوار کر کے پانی سے گزار کر کہنے لگا کہ دیکھ وہ دائرہ دین پناہ ہے چلے جاؤ ۔ میں ادھر چلا گیا اور وہ خدا جانے کدھر گیا میں معلوم نہ کر سکا کہ وہ کون تھا ۔ علی الصبح بندہ حضور کی خدمت اقدس میں تونسہ شریف چلا گیا ؎

اولیاء را گر بخوانند مضطرد
زود آید ہمچو مادر مہرور
تو عقیدت صاف کن در حق شاں
تا بیابی عون ذیشاں در جہاں
غرقہ را از آب بیروں آورند
از طلاطم زود کشتی مے پرند
نار بر دامے کند آتش حریق
یار را گر بود در دلے رقیق

ایک سال حضور اپنے درویشوں کے ہمراہ پاکپتن شریف کے دروازہ سے گزرنے کی خاطر اور بابا کی زیارت سے مشرف ہونے کے لئے تشریف لے گئے تھے اسبگہ جند ایک آدمی علاقہ تونسہ شریف کے حضور کے پاس عاجزی اور فاقہ کشی سے تنگ آ کر عرض کرنے لگے حضور ان کے حال پر شفقت کرتے ہوئے ان کو دیوان صاحب کے پاس لے گئے اور عرض کی کہ ان ناداروں کی روٹی کا بندوبست کر دیا جائے ۔ آپ نے منظور فرمایا کچھ آٹا اور کچھ دال وغیرہ مقرر کر دی جو ان کے گذر اوقات کے لئے کافی تھی ۔ ان مسکینوں نے خوش ہو کر حضور کو دعائیں دیں ۔ جب دروازہ کھلنے کے دن قریب آئے ۔ مخلوقات کا ہجوم بے حد ہو گیا ۔ اور خاص و عام کی مڈبھیڑ ہو گئی تو ان دو مسکینوں سے ایک نے کہا کہ حضور میری ہمیانی کمر سے کاٹ کر کسی نے بیس روپے چرا لئے ۔ اور دوسرا اشاکی کہ میرے بھی پندرہ روپے چوری ہو گئے ۔ القصہ ایسے شخصوں کو دیار محبوب کا سفر اور بزرگوں کی زیارت کا کیا نفع ہو ۔ خدا لوگوں کے فیض میں شک نہیں ۔ صرف پختہ اعتقاد اور دل مستعد ہونا ضروری ہے تاکہ اثر زیادہ ہو ؎

صدق باشد در مقام راستاں
تاکہ باشی ہر دو عالم شادماں
بگر دشیوہ از دروں دل گذار
تاکہ گردد باطن تو نونہال
من فدائے عاشقانِ ذوالجلال
در محبت کامل انداز صدق و قال
ہچوں نسیم من مقالِ عاشقاں
بو کہ حق داخل کند در واصلاں

ایک سال جو حضور انور تونسہ شریف کے سفر سے واپس ہو کر کشتی پر سوار ہوئے تو ایک عورت نے آپ کو درویشانہ صورت دیکھ کر لڑکے کے لئے تعویذ طلب کیا اس لئے کہ اس کے گھر اولاد نہ تھی ۔ حضرت نے قلم دوات وغیرہ کا عذر کیا اور دعا فرما دی ۔ عورت

نے کہا کہ یہ دِلی دعا نہیں ورنہ اثر کرتی۔ اسی اثنا میں تھے کہ میاں
حاجی خادم خاص نے حضور سے چند تاگے لیکر اس کو دیئے۔ اور
زبانی کہا کہ ان کو کھلا چھوڑ۔ خدا تجھ کو لڑکا عمر دراز نصیب کرے گا۔
عورت نے ان تاگوں کو حسن ظن سے کھلا چھوڑا۔ دوسرے سال جب
حضور تشریف لے گئے تو وہی عورت گود میں شیر خوار بچہ لے کر حاضر
ہوئی اور نذر نیاز دیکر عرض کرنے لگی کہ عالی جاہ میرا لڑکا ان کالے تاگوں
کی وجہ سے کالے کالے خط و خال والا ہوا ہے۔ ورنہ ہم دونوں
میاں بیوی تو سفید فام تھے۔ اب مہربانی کر کے دعا فرما دیں کہ خداوند
کریم اس کو سفید فام کر دے۔ امیر عبداللہ صاحب آشتی جاپوٹھی نقل
کرتے ہیں کہ ایک رات مولوی محمد صالح صاحب سکنہ نوشہرہ علاقہ سون
نے اپنے گھر خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ عالم میروی رحمۃ اللہ علیہ شہر
میں درویشوں کے ہمراہ اونٹوں اور گھوڑوں پر سوار ہو کر تشریف لے
آئے ہیں۔ اور شہر سے باہر ایک جگہ آرام فرما ہیں۔ کسی نے مجھ سے
آکر کہا کہ گھر میں کیوں سست بیٹھے ہو۔ حضور میروی تشریف لائے ہیں
قدم بوسی حاصل کرو۔ میں جلدی جلدی گیا اور پاؤں پکڑ کر آداب بجا لایا
آپ مجھ کو پکڑ کر ایک درخت کے نیچے لے گئے۔ آپ کے ارد گرد
مستفیضوں کی جماعت باادب بیٹھ گئی۔ حضرت خواجہ عالم نے
فرمایا کہ مولوی صاحب آپ کا لڑکا مظہر قیوم کدھر ہے کہ میں اس کو
بیعت کر دوں اس حکم کو سن کر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ برخوردار کو حضرت
کی حضور میں پیش کیا اور بیعت کرایا۔ جب میں بیدار ہوا تو حیران ہو کر فکر کرنے لگا
کہ یہ خواب کس طرح سچی ہوگی۔ اسی انتظار میں تھا کہ مدت کے بعد ایک
شخص نے خبر دی کہ حضرت قبلہ عالم میروی رحمۃ اللہ شاہ پور سے
واپس ہو کر خوشاب کی سڑک سے گاؤں کے قریب آ رہے ہیں۔ میں
اور دیگر دوست آشنا اور مرید شکر کرتے ہوئے شہر سے باہر استقبال
کے لئے نکلے۔ قدم بوسی حاصل کی۔ حضور میرا ہاتھ پکڑ کے اسی ہیئت

سے جو خواب میں دیکھی تھی درخت کے نیچے لے گئے۔ اور برخوردار
مظہر قیوم کو بلوا کر بیعت فرمایا۔ بے اختیار میرے منہ سے نکلا ھذا
تاویل رؤیای من قبل قد جعلها ربی حقا۔ ایک روز لانیوال کے
ایک شخص نے اپنی عورت کو قتل کر دیا۔ حکام وقت نے گرفتار کر لیا
راولپنڈی اس نے مجسٹریٹ کے سامنے بیان دیا کہ قتل مجھ سے دیوانگی
کی حالت میں ہو گیا۔ ورنہ میری بیوی پاکدامن اور خوش خلق تھی اس
کے ساتھ کوئی میری دشمنی اور عداوت نہ تھی اور صفائی کے گواہ مندرجہ
ذیل حضرات اس نے لکھائے :-

(۱) حضرت خواجہ اللہ قبلہ عالم میرویؒ (۲) حضرت پیر سید
مہر علی شاہ صاحب گولڑوی (۳) سردار محمد نواز خان صاحب مرحوم گھیبہ
رئیس علاقہ گھیبی۔ اور یہ بھی بیان دیا کہ میں مذکورۃ الصدر ہر دو حضرات
کے پاس برائے دعا رفع دیوانگی کے لئے بہت دفعہ گیا ہوں۔ اور
سردار صاحب کو بھی میری دیوانگی کا کافی علم ہے۔ مجسٹریٹ نے
ہر دونوں صاحبان کے نام سمن جاری کئے۔ اطلاع یابی ہو گئی۔ اگرچہ
حضور قبلہ عالم اس کام کو اپنی عادت سے بعید بلکہ ابعد جان کر انکار
کر بیٹھے تھے۔ لیکن آنچہ مرضی مولی از ہمہ اولی راولپنڈی تاریخ پیشی
سے پہلے شام کے وقت پہنچ گئے۔ شہر کے مردوں اور عورتوں کے
لئے وہ ساعت بڑی غنیمت تھی۔ عشاء کے وقت قاضی گوہر علی بانی
جامع مسجد چند ایک دوسرے معتبرین کے ہمراہ خدمت اقدس میں
حاضر ہوئے اور التماس کی کہ شہر راولپنڈی جامع حنفیہ سے خالی ہے۔
ہمارا ارادہ ہے کہ اگر آپ اپنے دست حق پرست سے اس کا
سنگ بنیاد رکھ گئے تو ہماری بڑی حوصلہ افزائی ہوگی۔ علی الصبح
دو روپے کی کھنتی لے کر حضور اس جگہ چلے گئے۔ جہاں لوگوں کا جامع مسجد
کے بنیادی پتھر رکھنے کا خیال تھا۔ حسن اتفاق سے پیر سید مہر علی شاہ
صاحب گولڑوی بھی وہاں موجود تھے۔ انسے بھی استدعا کی گئی۔

لیکن اتفاقاً آنحضور نہ پہنچ سکے۔ بہت انتظار کے بعد حضور قبلہ عالم مہروی رح نے اوّل پتھر اپنے ہاتھ مبارک سے رکھا دوسرا پتھر مولوی نور حسین صاحب فتح جنگی کے ہاتھ سے رکھایا اور کھنڈ تقسیم فرمائی۔ پھر آپ کچہری میں چلے گئے۔ ایک بڑی چادر نیلی یعنی نیلے رنگ سے رنگی ہوئی آپ کے آرام کے لئے بچھائی گئی۔ اور آپ اپنے ساتھیوں سمیت اس پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد پیر صاحب گولڑوی خاص تجمل سے جلوہ آرا ہوئے۔ آپ کے لئے آپ کے آنے سے پہلے ہی ایک بڑی دری بچھائی گئی۔ پھر اس پر مسند اور تکیہ لگایا گیا۔ حضرت قبلہ عالم مہروی رحمۃ اللہ نے جب آپ کو تشریف لاتے دیکھا تو آگے چل کر مصافحہ مسنون طریقہ پر کیا۔ تھوڑے آپ پیر صاحب کے پاس بیٹھے پھر آپ اپنی آرام گاہ پر چلے گئے۔ دوران مجلس میں بسا اوقات پیر صاحب فرماتے کہ آج شہادت کی مصیبت حکام دنیاوی کی کچہریوں میں ہم کو درپیش آگئی کس طرح سرانجام دی جائیگی۔ ہمارے حضور فرماتے کہ آگے بھی انگریزوں کا منہ دیکھنے کا کم ہی اتفاق ہوا آج بھی اپنے پیران عظام سے یہی التجا ہے کہ خدا ان کا منہ نہ دکھائے اور قاتل جس نے اتنی حیلہ سازی کی ہے اللہ تعالیٰ پیران عظام کے طفیل اس کو خلاصی دیوے۔ ان کے آگے یہ کوئی مشکل نہیں۔ پیر صاحب نے ہنس کر فرمایا۔ فقیر صاحب آج تو گواہی ضرور دینی ہوگی اور انگریزوں کا منہ دیکھے بغیر چھٹکارا نہ ہوگا۔ ہر دو صاحبان اسی گفتگو میں تھے کہ ادھر نماز ظہر کی اذان ہو گئی۔ حضور کی عادت تھی کہ ہر نماز کے لئے وضو تازہ فرمایا کرتے۔ سو آپ اپنی عادت کے مطابق وضو کرنے میں مشغول ہو گئے اور دوسرے خدام بھی اور پیر صاحب نے سابقہ وضو سے ہی سنتیں شروع کر دیں۔ جب فارغ ہوئے تو فرضوں کی جماعت شروع ہو گئی۔ حضور قبلہ عالم مہروی رح نے سنتیں چھوڑ کر فرضوں میں شمولیت فرمائی۔ خدام سے کسی کو ایک رکعت کسی کو دو

کسی کو تین رکعتیں ملیں اور کئی محروم رہ گئے۔ حضور قبلہ عالم مہروی رح نے فرضوں سے فارغ ہو کر اپنی آرام گاہ پر قضا ادا فرمائی۔ اسی اثناء میں اندرون عدالت سے اردلی نے آکر آپ کو اطلاع دی کہ آپ سب صاحبان کی شہادتیں موقوف ہو گئیں اور غالب امید ہے کہ قاتل بھی رہا ہو جائے گا۔ پس آپ اطلاع ہونے پر فوراً خادموں سمیت گھوڑوں پر سوار ہو کر حدود عدالت سے باہر نکل گئے۔ لیکن سنتوں کے قضا ہونے کی وجہ سے طبیعت بہت ناخوش ہو گئی۔ پھر دیکھتے دیکھتے ہر طبقہ کے لوگوں کا اتنا ہجوم ہو گیا کہ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا نہ سنا۔ حیران ہو کر خیال کیا کہ اتنی مخلوقات کہاں سے آگئی۔ ایک روز گڑھی شریف آپ عرس پر تشریف لے گئے۔ رستہ میں آپ اسٹیشن پنڈ سلطانی پر اترے آپ کے ہمراہ چند درویش بھی تھے ایک رئیس کے چند ارشتے دعوت طعام دی۔ حضور نے منظور فرمائی اور حبیب خان نے بھی قدم بوس ہو کے دعوت طعام دی جو بڑا اعلیٰ حیثیت کا آدمی تھا۔ دو دنبے ذبح کر کے پکوائے اور حلوہ بھی پکایا اور بھی کئی ایک دوستوں نے حاضر ہو کر دعوتوں کی منظوری لی۔ آپ نے سب کو اجازت عام دی۔ لوگ بڑے حیران ہوئے کہ آپ کے ساتھ چند درویش ہیں اور روٹی کی اتنی طلبیاں دی۔ یہ لوگوں کا مفت مال ضائع ہو گا۔ جب دسترخوان چنا گیا تو اتنی مہمانوں کی ٹھیٹھر ہوئی کہ کل تیار کردہ روٹی پوری نہ ہوئی۔ ایک روز حضور جنڈ اسٹیشن پر اترے تو ایک شخص نے دعوت طعام دی۔ جب روٹی پک کر تیار ہوئی تو حافظ بدرالدین صاحب نے تقسیم فرمائی۔ مگر چند ایک درویش جو حضور قبلہ عالم کے ساتھ تھے۔ ان کی روٹی بچا کر رکھ لی گئی کیونکہ حضور قبلہ عالم کی ہمیشگی عادت تھی کہ اول مہمانوں کو روٹی کھلاتے پھر نماز عشاء پڑھتے۔ پھر اپنے خاص درویشوں کے ہمراہ روٹی کھاتے تھے۔ اس روز جب نماز عشاء کے بعد طعام ماحضر پیش کیا گیا۔

تو مہمان بہت ہو گئے۔ آپ نے بڑی کشادہ دلی سے میزبان کو مخاطب ہو کے فرمایا کہ یہی بہت ہے۔ چادر پھیلا کر روٹیوں کے ٹکڑے کر دو اور حلقہ بنا کر بسم اللہ کر کے کھانا شروع کر دو۔ آپ بھی حلقہ کے اندر تھے۔ کل مہمان اور خدام شکم سیر ہو گئے۔ اور پھر بھی قدرے طعام بچ رہا۔ ایک دفعہ پشاوری پیر بھائیوں کو حضور قبلہ عالم رح کو گھر بلانے کا بڑا شوق ہوا۔ سب پیر بھائیوں نے جمع ہو کر یہ رائے پاس کی کہ ایک دعوتی وفد حضور کی خدمت میں اوّلی روانہ کیا جائے جس میں یہ لوگ منتخب کیے گئے۔

(۱) بابو غلام ربانی (۲) حافظ عبدالرحمٰن (۳) محمد سلطان (۴) مرزا میل (۵) نتھو خاں (۶) مرزا خاں۔ چنانچہ یہ صاحبان پشاور سے چل کر میرا شریف حضور کی خدمت میں پہنچے اور دعوت پیش کی۔ پہلے تو آپ نے انکار فرمایا اور معذرت فرمایا کہ میں بوجہ ضعیف العمری کے سفر کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ دوسرا میرے جانے سے لوگوں کو تکلیف ہو گی۔ لیکن پھر دلداری فرماتے ہوئے مجبور ہو کر وعدہ فرمایا کہ میں بعض درویشوں کے ہمراہ جمعرات کے روز ۱۰ بجے صبح ۸۔ شوال ۱۳۲۸ھ کو حبیب اسٹیشن سے ریل پر سوار ہو کر پشاور انشاء اللہ پہنچوں گا۔ وفد واپس پشاور چلا گیا۔ اور حضور کے وعدہ سے معتقدین و مشتاقین کی تسلی کی۔ پھر تاریخ روانگی سے پہلے وفد نے حبیب پر پہنچ کر ایک ریل کا کمرہ پشاور تک بک کرایا اور پھر انتظام کی خاطر حضور سے پہلے اول ہی پشاور چلے گئے۔ حضور کی قرارگاہ اسلامیہ حنفیہ مدرسہ میں جو دروازہ یکہ توت جھوڑں کے محلہ میں واقع ہے تجویز کی گئی۔ یہ خوب خوش وضع اور فراخ دلکش سرسبز دلپذیر جگہ تھی۔ ضرورت کا سب سامان وہاں فراہم کر لیا گیا۔ حضور قبلہ عالم قدس سرہ حسب الاقرار چند درویشوں کے ہمراہ ۸۔ شوال کو دس بجے دن کی گاڑی پر حبیب سے پشاور روانہ ہوئے۔ اگرچہ

کسی کو بھی اس سفر کی خبر نہ دی گئی تھی۔ لیکن ہر اسٹیشن پر سینکڑوں زائرین کا جھرمٹ آپ کی گاڑی پر رہتا۔ پشاور چھاؤنی کے اسٹیشن پر حضور کی ٹرین ٹھیک ۲ بجکر ۳۰ منٹ پر عصر کے وقت پہونچی۔ نوشہرہ اسٹیشن پر سے جب آپ گذرے تو حضور اپنے درویشوں سمیت گاڑی سے اتر پڑے اور خدام سے ارشاد فرمایا کہ تازہ وضو کر و تاکہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کی جائے۔ مخلوقات کا سخت ہجوم ہو گیا۔ اسی تگ و دو میں گاڑی چلنے کا وقت ہو گیا اور حضور ابھی تک اپنی نماز با جماعت سے فارغ نہ ہوئے۔ خدا کی قدرت سے انجن میں کچھ نقص ہو گیا۔ جب حضور نماز سے فارغ ہوئے تو کل درویشوں کو سوار کر کے آخر جب آپ سوار ہوئے تو انجن بھی درست ہو گیا۔ اس لئے آپ آدھا گھنٹہ لیٹ ہو کر پشاور چھاؤنی کے اسٹیشن پر پہنچے۔ وہ نظارہ بھی قابل دید تھا۔ مخلوقات کا اتنا ہجوم تھا کہ پلیٹ فارم کیا اسٹیشن کا احاطہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ حضور کا گذرنا بھی مشکل نظر آتا تھا۔ آخر اس طرح انتظام کیا گیا کہ ایک سکاؤٹ بنایا گیا اور ایک کوچہ بنایا گیا۔ جب حضور گاڑی سے اترے اور اسی راستے سے گذرنے لگے۔ جب اسٹیشن ماسٹر نے جو ایک انگریز تھا حضور کا اتنا پر تپاک استقبال دیکھا تو عام واگذاری بغیر ٹکٹ دیکھے کر دی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو جو لوگ پروانہ وار راستہ میں بے ٹکٹ سوار ہو گئے تھے ان کو ضرور ضرر پہنچتا۔ بعض لوگوں کی زبانوں سے ما ھٰذا بشرا کے کلمات نکل رہے تھے۔ کا حسن و جمال لامع الانوار دیکھ دیکھ کر شعر و اشعار عشقیہ تھے اور فرطِ محبت سے ایک دوسرے پر گر،

در عرصۂ نازت نبود جائے
از بس کہ شہیدانِ تو برکیدگر افتد

چہ قامتی کہ از سرتا قدم ہمہ جانی
چہ صورتی کہ بہ ہیچ آدمی نمے مانی
نہ صورتی کہ گل گلستان فردوسی
نہ قامتی کہ سہی سرد باغ بستانی
بسے حکایت حسنت شنیدہ ام جانا
کنوں کہ دیدہ ام الحق ہزار چندانی

اسٹیشن سے یکے ٹمٹمیں بے شمار سواری کے لئے کھڑی تھیں۔ جب آپ درویشوں سمیت سوار ہوئے ہزار ہا لوگ ہمراہ تھے۔ اسٹیشن سے کابلی دروازہ تک سڑک خوب صاف کی ہوئی تھی اور پانی کا چھڑکاؤ کیا ہوا تھا۔ جب آپ کابلی دروازہ سے بازار قصہ خوانی میں داخل ہوئے تو در و دیوار اور اپنے بیگانے زبانِ حال سے یہ کہہ رہے تھے ؎

السلام اے بادشاہ مسند اسلام دین
السّلام اے سایہ نور رشید رب العالمین

غرض حضور قبلۂ عالم مدرسہ اسلامیہ میں فروکش ہوئے۔ پھر اس جگہ شہری اور دیہاتی زائرین کا اتنا جمگھٹا ہو گیا کہ کیا عرض کروں۔ ہزار ہا لوگ بحصولِ سعادت کورنش کے لئے آتے رہے۔ اور مستفیض ہوتے رہے۔ نو مبایعین کی تعداد بھی بہت بڑھ گئی۔ دوسرے روز جمعہ تھا حضور قبلہ عالم اپنے درویشوں سمیت مہابت خاں کی مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ کیوں کہ پشاور شہر میں سب سے قدیمی مسجد یہی تھی۔ مسجد کی مرمت اس وقت شروع تھی۔ شاید اس میں یہ راز ہو کہ قدیم جامع مسجد پشاور کی مرمت کے دنوں میں قطب زمان کے نماز پڑھنے کی وجہ سے لوگوں کا اس کی مرمت کی طرف زیادہ رجحان ہو۔ جب نماز ختم ہوئی تو مخلوقات کا اتنا انبوہ ہو گیا کہ سپریٹنڈنٹ پولیس نے پولیس کی گارد بسرکردگی مرزا افضل خاں باوردی بھیجی جن کے انتظام سے کوئی دنگہ فساد نہ ہوا اور آپ بخیریت اپنی فرودگاہ پہ پہنچ گئے۔ اس وقت عبدالرحیم سیٹھی مرحوم قدمبوس ہوا۔ مجلس عام لگی ہوئی تھی۔ انہوں نے سوال کیا کہ حضور کی بیعت کس پیر سے ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ سے۔ پھر انہوں نے سوال کیا کہ آپ گڑھی شریف ضلع ہزارہ میں حضرت فاضل شاہ صاحب کی مزار مبارک پر کس لئے جایا کرتے ہیں۔ حضور نے جواب میں فرمایا کہ آپ میرے پیر بھائی ہیں۔ جب تین راتیں گذر گئیں تو حضور نے فرمایا کہ اب ہم رخصت ہوں گا۔ کیونکہ مہمانی مسنونہ تین دنوں سے زیادہ نہیں۔ اس لئے زیادہ تم کو میری وجہ سے تکلیف ہوگی اور درویشوں کا بھی حرج ہے۔ روانہ ہونے سے پہلے مرزا عطر الدین صاحب نے چند ایک اور لوگوں سمیت مدرسہ میں حاضر ہو کے عرض کی کہ حضور واپسی پر اکوڑہ میں تشریف لے چلیں تاکہ اکوڑہ کے لوگ بھی حضور کے فیض عام سے حصہ وافر حاصل کریں۔ اتوار کے دن دس بجے بتاریخ ۱۱ شوال ۱۳۲۸ھ کو حضور شہر پشاور سے واپس ہوئے تو مدرسہ کی ترقی اور رفع بیماری اور شہر کی موجودہ سختی کے رفع کے واسطے حضور نے دعا فرمائی واپسی پر جب آپ بازار قصہ خوانی سے گزرے تو آپ کے ہمراہ لوگ پروانہ وار جوق در جوق جا رہے تھے۔ عرق گلاب و عطر گلاب کے جا بجا چھڑکاؤ کئے گئے تھے بڑے انبوہ کثیر سے آپ شہر سے صدر تک پہنچے۔ ایک بجے آپ گاڑی پہ سوار ہوئے۔ بعض مرید آستانہ عالیہ میرا شریف پہنچانے کی خاطر آپ کے ہمراہ تھے۔ اس جگہ سے آپ کو عماری کی سواری سے لوگ ہوا کی طرح اڑا کر مرزا عطر الدین کے مکان پر لے گئے۔ جب آپ عماری سے باہر نکلے تو ارشاد فرمایا کہ لوگ دریا پر تازہ وضو کر کے قاضی صاحب کی بڑی مسجد میں آجائیں تاکہ نماز با جماعت پڑھی جائے۔ جب آپ مسجد مذکور میں تشریف

لے گئے تو اکوڑہ اور اطراف کے لوگ بیعت اور زیارت کی خاطر بہت جمع ہو گئے۔ اور بیعت اور زیارت سے مشرف ہوئے۔ ایک دن رات گزار کے آپ بروز سوموار صبح سویرے رخصت ہو کر بسواری ریل گاڑی اسٹیشن کیمل پور پر جو پہنچے تو مریدین مخلصین حضور غریب نواز اور ساتھیوں کے لئے روٹی وافر لے کر آئے۔ لہذا اپنے اپنے سبھوں سمیت روٹی تناول فرمائی۔ ازاں بعد آپ اپنے معرکہ سمیت گڑھی شریف حضرت فاضل شاہ صاحب کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ بدھوا اسٹیشن پر اتر کر جو آپ گڑھی شریف پہنچے اور ایک دن رات رہ کر پھر بروز جمعرات ۱۴ شوال کو رخصت حاصل کر کے آپ واپس روانہ ہوئے۔ بسال جنکشن پر بہت معتقد اور مخلص ٹھٹھ کے ٹھٹھ دیدار فیض آثار کے پیاسے منتظر کھڑے تھے۔ عاجزی، زاری کر کے حضرت کو ساتھ لے گئے۔ اور دو روز مہمان رکھا۔ اور خدمت کی پھر وہاں سے ۱۵ شوال کو آپ رخصت ہو کر رات کو چھب اسٹیشن پر واپس پہنچے۔ ۱۶ شوال کو آپ بخیریت اپنے در دولت پر پہنچے (آپ کے کشف وکرامات) ایک روز مولوی محمد نواز صاحب اور دیگر خاص و عام پیر بھائی حضور کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ میاں ماہنجی چیٹی رساں نے حضور کی خدمت میں ڈاک پیش کی۔ جس میں ایک خط آمدہ از مدینہ شریف تھا جس کے بھیجنے والا مسمی احمد خاں لاہوری تھا۔ کاتب نے لکھا کہ میں ایک مصیبت میں گرفتار ہو کر سراسیمہ وار اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لئے مدینہ شریف حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر چلا گیا۔ وہاں پہنچ کر چھ سات سال کسمپرسی کی حالت میں پڑا رہا۔ کچھ طبیب امت نے دارو نہ بتلایا ازاں بعد ایک رات خواجہ کائنات فخر موجودات کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا کہ تم مراد کے لئے میرا شریف جاؤ۔ بیدار ہو کر بحر فکر

میں غوطے کھاتے اور خیال دوڑایا کہ خدا معلوم میرا شریف کدھر ہے غرض پوچھتا پوچھتا اس حد تک پہنچا کہ کسی نے کہا کہ میرا شریف ضلع کیمل پور میں ایک موضع ہے۔ اس لئے یہ عریضہ اول بھیجا گیا کہ اگر اجازت ہو تو خود حاضر ہو کر عرض نیاز پیش کروں۔ سو عریضہ کو سن کر آپ نے منشی سے جواب لکھوایا کہ جو کچھ تم نے خواب میں دیکھا وہ سب رحمت اور شفقت خواجہ ہر دو سرا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ وگرنہ تو اور میں کیا چیز ہیں۔ بلکہ تمام جہاں اور جملہ کون ومکاں اس در فیض اثر کے سائل ہیں۔ اس در کو نہ چھوڑنا۔ میں بھی شفیع المذنبین کے طفیل دعا کا خواستگار ہوں گا۔ جب یہ خط ملے تو اس خاکسار کی طرف سے ہزاروں۔ لاکھوں صلوات وتسلیم حضور کے روضۃ النور پر عرض کرنا ؎

انبیاء اولیاء دو جہاں
از محمدؐ فیض جویاں بیگماں
کہ محمدؐ جلوۂ نور قدیم
رحمۃ اللعالمین نعم الکریم

مسمی حسن خاں ساکن نکہ افغان ذکر کرتا ہے کہ ایک روز حضرت شاہ صاحب کے آگے اپنی مسجد کی امامت کے لئے عرض کی گئی۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ تو اس درویش کو روٹی نہیں دے سکتا۔ شاہ صاحب غصہ ہو گئے۔ غرض جو نہ کہنے کی بات تھی وہ بھی میں نے عادت جبلی کے موافق کہی کہ مال ومتاع زمین وغیرہ ہر شئے رکھتا ہوں کیا ایک درویش کو روٹی نہ دے سکوں گا۔ آپ نے ہنس کر فرمایا کہ تو اپنے جیسا امام چاہتا ہے مل رہے گا۔ چند دنوں کے بعد ایک لنگڑا درویش تیراہ سے آیا اور ہماری مسجد میں امام مقرر کیا گیا۔ رفتہ رفتہ اس حد تک نوبت

پہنچی کریں ایک روز کالا باغ شاہ صاحب قبلہ کی زیارت کے لئے گیا۔ جب قدم بوسی کر چکا تو سننے میں آیا کہ حضور میروی رح بھی شاہ صاحب کی زیارت کے لئے تشریف لے آئے ہیں۔ جب میں نے آپ کے ہمراہ ساٹھ ستر مستفیضوں کی جماعت دیکھی تو اپنی بات پر بہت پشیمان ہوا۔ میرا شریف کے خاص و عام لوگ ذکر کرتے ہیں کہ جب میرا شریف میں لوگوں کی آمد و رفت زیادہ ہوئی تو پانی کی قحط سالی سخت تھی۔ دیہات کے لوگ بہت دور دراز گھاٹیوں سے پانی لایا کرتے تھے اور درویش پچھاڑی نالہ کے چشمہ سے پانی لایا کرتے تھے۔ جو ضروری کاروبار اور لنگر کے لئے پورا نہ ہو سکتا تھا۔ اہل دیہہ نے مل کر ایک چشمہ کے نزدیک تالاب کھود کر طیار کیا۔ اگر بارش ہوتی تو چند دنوں کے لئے تالاب میں پانی جمع ہو جایا کرتا ورنہ وہی حال رہتا کہ چلو چلو پانی جمع کر کے لوگ لایا کرتے۔ اس تکلیف کو دیکھ کر حضور کا کنواں کھودنے کا ارادہ ہوا۔ لوگوں سے مشورہ کیا انہوں نے عرض کی کہ کئی دفعہ گاؤں کے مسلمانوں اور ملکھڈ کے ہندوؤں نے شہر کے نزدیک کنوئیں کھودے اور بہت تکلیف اٹھائی اور بڑا خرچ کیا اور ہر قسم کی حکمت عملی سے کام لیا۔ آخر مایوس ہو کر تھک گئے اور چھوڑ دیا۔ اب آپ نے حوصلہ کیا خداوند کریم آپ کو کامیاب کرے۔ آمین۔ بعض لوگوں نے منع بھی کیا۔ اس لحاظ سے کہ یہاں پر پانی بہت دور ہے۔ کنواں کھدوانا بے فائدہ ہے۔ لیکن حضور کا خیال غالب تھا۔ سو مسبب الاسباب پر توکل کر کے اور خواجہ خواجگان سے استعانت مانگ کر کنواں کھدوانا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ ۱۰۰ ہاتھ جب کھودا گیا تب جا کر پانی آیا تو بڑی خوشی ہوئی۔ جب سے اب تک تالاب اور لنگر وغیرہ میں پانی آتا ہے۔ مولوی فتح دین صاحب ساکن نکہ کلاں جو حضرت سیالوی صاحب قدس سرہ کے مرید تھے۔

ذکر کرتے ہیں کہ میں اپنے پیر کی عین حیات میں ایک رات اپنے گھر خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں سیال شریف کے مجلس خانہ میں بیٹھا ہوں اور میرے پیر بھائی بیٹھے ہیں کہ ناگہاں ایک آدمی باہر سے آ کر میرے پاس بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔ کہ آؤ ہم دو تو بیت اللہ کی زیارت کر آئیں جس کو سن کر مجھے بڑی راحت ہوئی۔ میں نے اس کو کہا کہ ذرہ ٹھہرو حضرت صاحب سے رخصت لے کر چلتے ہیں۔ جب میں نے حضور سے عرض کی کہ یہ شخص مجھ کو کہتا ہے کہ فتح دین چلو تم کو بیت اللہ کی زیارت کرائیں۔ لہٰذا حضور انور مہربانی کر کے اجازت فرماویں۔ حضور نے سن کر اس شخص کی طرف غصہ سے دیکھا اور جوش سے فرمایا کہ مولوی فتح حال میں ایک دفعہ حج کے واسطے کربت و غربت اٹھائے اور ہر جمعہ کا حج جو خواجہ احمد میروی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتا ہے اس کو چھوڑ دے بزرگانِ عظام کا دیدار پُر انوار مسکینوں کے لئے بمنزلہ حج کعبہ ہے پس وہ شخص غائب ہو گیا۔ اور بیدار ہو کر میں نے اپنے ضمیر سے عہد کر لیا کہ جب تک زندہ رہوں گا اس حج کو ہاتھ سے نہ جانے دوں گا۔ پھر میری آنکھوں میں اگرچہ نظر نہ رہی لیکن اس عہد کو نہ توڑا دیگر مولوی محمد نواز صاحب ذکر کرتے ہیں کہ ایک روز حضور نماز مسجد میں پڑھ کر بنگلہ کی طرف کو چلے تو رستہ میں ایک زمیندار شخص کوٹھڑہ کا گجر اس کے پاس قدم بوس ہوا اور گاؤ میش کی شکایت کی شکایت کی اور عرض کی کہ اس پر بہت رقم خرچ کی گئی تھی۔ حاملہ خریدی تھی۔ ابھی بچہ دیا اور پر سختی یعنی آ گئی کہ نہ بچہ کو دودھ دیتی ہے نہ ہم کو۔ حضور نے فرمایا کہ گاؤ میش کا بچہ کدھر ہے اس کو لے آؤ۔ وہ شخص دوڑ کر بچہ کو کھول کر لے آیا۔ اتنے میں گاؤ نے بچہ کو شفقت سے بلایا تو آپ نے فرمایا کہ تو نے ناحق شکایت کی۔ دیکھو گاؤ اپنے بچہ کو کتنی دلدادہ ہے۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے گاؤ رسی کو توڑ کر بچہ کے پاس دوڑتی ہوئی آئی اور دودھ دیا۔ ناظرین دیکھ کر حیران

ہو گئے۔ مائی نوراں نے ایک روز ذکر کیا کہ میں ایک روز مرض عرق النساء کے درد سے میرا شریف میں سخت بیمار ہو گئی ایک ساعت بھی آرام نہ آتا اور ٹانگ نیچے نہ کی جا سکتی تھی۔ آپ کے آگے کسی عورت نے جا کر ذکر کیا۔ آپ مجھ کو پوچھنے آئے اور باہر دروازہ کے پاس دو تین دفعہ فرمایا۔ مائی نوراں، مائی نوراں، مائی نوراں پھر آپ اندر تشریف لے آئے میں اٹھ کر آداب بجا لائی آپ نے مجھ کو کھڑا ہوا دیکھ کر فرمایا کہ کسی نے جھوٹ کہا کہ مائی نوراں سخت بیمار ہے آپ کے قدوم میمنت لزوم سے صحت نصیب ہوئی۔ مولوی فتح محمد صاحب نکہ والے حکایت بیان فرماتے ہیں کہ مسمی احمد خاں نمبردار سکنہ نکہ کلاں نے مسمیان فیض اللہ اور نگی محمد قوالوں کو بیگاری پکڑ کر لے جانے اور سرکاری کام کے لئے مجبور کیا کرتا۔ نمبردار مذکور کی یہ شکایت اپنے حضور قبلہ عالم میروی رحمۃ اللہ علیہ کی دربار میں پیش ہوا کرتی حضور نے نمبردار مذکور کو بڑی نرمی اور خوش خلقی سے سمجھایا کہ یہ میرے قوال ہیں ان کو بیگار کار معاف کیا کرو۔ لیکن بقول سعدی مرحوم ؎

شمشیر نیک ز آہن بد چوں کند کسے
ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس
با سیاہ دل چہ سود گفتن وعظ
کہ نرود میخ آہنی در سنگ

آخر تنگ ہو کر اپنی سرکار حضور میروی کی خدمت میں استغاثہ لائے کہ اگر اجازت ہو تو ہم نکہ سے کہیں بھاگ جائیں۔ حضور یہ سن کر آپ گھوڑی پر سوار ہو کر تمام جماعت کے لئے نکہ تشریف لے گئے۔ اور نمبردار مذکور کو بلوا کر وعظ و نصیحت فرمائی اس بدبخت نے نمبرداری کے نشہ میں تلخ جواب دیا کہ یہ ہماری رعیت ہیں۔ ہم ان کو معاف نہیں کریں گے۔ اور بیگار ضرور لیں گے آپ مظہر اور حوصلہ

کر کے در دولت پر چلے آئے۔ مولوی فتح دین صاحب بدستور روٹی پکوا کر لے گئے۔ اور حضور کی خدمت میں پیش کی۔ جب حضور نے نظر اٹھائی تو فرمایا مولوی صاحب آج وہ دن نظر نہیں آتے جو پہلے تھے۔ آج دن معاف کرو حتیٰ کہ آپ میرا شریف واپس چلے گئے آپ پہنچے ہی ہوں گے کہ احمد نمبردار کا اپنے شریکوں سے ایک مشترکہ زمین کا جھگڑا ہو پڑا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ احمد نمبردار اور اس کا لڑکا قتل ہو گئے ؎

بے خبر کازارِ ما آزارِ اوست
حریفاں بادہا خوردند و رفتند
تہی خمخانہا کردند و رفتند

نعوذ باللہ من غضب القہار۔ مولوی محمد سعید صاحب قریشی ساکن بہتکی علاقہ کوہستان حضور کے خادم ذکر کرتے ہیں کہ آپ کے ایک راسخ الاعتقاد مرید نے ذکر کیا۔ تھوڑا عرصہ ہوا کہ میں قونیہ شریف کی نیت سے گھر سے نکلا اور زیارت سے مشرف ہونے کے بعد ڈیرہ وغیرہ کے رستے واپس ہوا۔ جب اپنے وطن مالوف پہنچا تو ایک روز ایک دوست کی ملاقات کے لئے قریب کے ایک گاؤں میں شام کے قریب گیا۔ جنگل کا رستہ تھا۔ راہ بھول گیا بلند کریوں میں جان آگئی۔ ہر چند میں نے کوشش کی کہ کہیں آبادی ملے لیکن نہ ملی۔ مایوس ہو گیا۔ اور اختیار ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور پیاس اور تھکاوٹ وغیرہ مجھ پر غالب آ گئی۔ مجبوراً ایک بلند کریہ پر چڑھ کر بلند آواز سے اذان کہی تاکہ شاید کوئی میری آواز سن کر میری طرف آ نکلے۔ ناگہاں ایسا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص ہے جس کے ہاتھ میں لاٹھی ہے۔ اور مجھ سے کہتا ہے کہ رستہ شمال کی طرف ہے۔ چلا آ۔ میں نے جو نزدیک جا کر روشنی میں دیکھا تو وہ ہو بہو حضور کے مشابہ تھا۔ ہر چند میں نے منت و زاری کی لیکن مقصد

حاصل نہ ہوا۔ جب شہر کے نزدیک ہوا تو حضور نظر سے غائب
ہو گئے۔ پھر ڈھونڈ کی آواز کانوں میں آئی۔ جو پٹھانی طرز پر
بج رہی تھی۔ شاید کسی نے اس خیال پر بجائی ہو کہ مجھے گم گشتہ
کو راستہ ملے۔ شہر میں پہنچکر رات گذاری مشکل کشا کی نظر عنایت
کا شکریہ ادا کیا۔ مولوی محمد نواز صاحب کہتے ہیں کہ میں اور رتماکتی
صاحب بھاوانی اور محمد یار بھیائی نے حضور سے راولپنڈی جانے
کے لئے اجازت مانگی تاں بعد ہم میرا شریف سے چل کر ڈھوک
عنایت پر پہنچے۔ روٹی کھا کر پھر وہاں سے جو روانہ ہوئے
تو راستہ میں گرمی نے بہت ستایا تو بر لب سڑک ایک بیر کے درخت
کے سایہ میں آرام کیا تو قریب وجوار کے زمینداروں نے ہم کو جو
درویشانہ صورت پر دیکھا تو ہمارے پاس آ کر حال احوال پوچھا
تھا۔ انہوں نے معلوم کیا کہ یہ درویش میرا شریف سے آئے
ہیں۔ اثنائے گفتگو میں ان سے معلوم ہوا کہ وہاں قبلہ عالم حضور
میروی رحمۃ اللہ کا ایک درخت یادگار ہے۔ آپ ایک روز
درویشوں کے ہمراہ گڑھی شریف جا رہے تھے۔ تو چند ساعت
آپ نے اس درخت کے نیچے آرام کیا چلتے وقت آپ نے فرمایا
کہ سڑک کے کنارے پر بڑا اچھا سایہ دار درخت ہے۔ اس سے
مسافروں کو بڑا نفع ہے۔ اس کو کاٹ کر برباد نہ کرنا۔ اور خوب
حفاظت کرنا۔ آپ کے بعد مالکوں نے اس کے کاٹنے کا ارادہ
کیا تو کوئی نہ کوئی مصیبت درپیش آ گئی۔ اور جب کبھی کسی نے اس
کی شاخیں کاٹ کر مال کو کھلائیں تو مال مر گیا۔ اس آپ کی کرامت
کو دیکھ کر ایک منکر شیعہ جل بل گیا اور بے حرمتی کی نیت سے
اس نے اس درخت کے نیچے بول و براز کر دیا۔ فوراً درد
شکم سے بیمار ہو گیا۔ لوگ اس کو اٹھا کر گھر لے گئے تو بیتاب
ہوا تب جان بحق ہوئی۔ اور ایک اور واقعہ اس سے بھی سخت تر

ظاہر ہوا کہ ایک رسالدار بال بچہ۔ مال اسباب سمیت تین اونٹوں
کی سواری سے آ رہا تھا۔ گرمی سے گھبرا کر اسی درخت کے نیچے
آرام کیا۔ جب شتربانوں کے درخت کو سرسبز دیکھا تو دل جگر پر
نہ رہا بے اختیار ہو کر ہاتھ بڑھایا اور شاخیں کاٹ کر اونٹوں
کے آگے ڈالنا شروع کر دیں۔ ہر چند لوگوں نے اسے سمجھایا کہ یہ
درخت ایک بزرگ کا ہے۔ جو اس کا نقصان کرتا ہے۔ اس کو
برا پیش آتا ہے۔ لیکن سیاہ دل رسالدار نے ایک نہ سنی وہ کمیشن
آفیسر تھا۔ غریب زمیندار ہاتھ نہ اٹھا سکے۔ صبر کیا یہ اونٹوں کو
شکم سیر کرا کے چل دئے۔ چند دنوں کے بعد وہی شتربان اسی درخت
کے نیچے آ کر رونے لگے۔ چند لوگوں نے ان سے پوچھا کہ
کیوں روتے ہو۔ کہنے لگے کہ ہر تینوں اونٹ ہمارے بیمار ہو
گئے اور مر گئے۔ اور رسالدار بھی اپنے دونوں بیٹوں سمیت
فوت ہو گیا۔ ابھی ہم کو یقین ہو گیا۔ کہ یہ فقیر کے غضب کا نتیجہ ہے
ہم نے اپنی بد افعالی کی سزا پالی۔ زاری کرتے ہیں کہ آئندہ
کے لئے خداوند کریم اس بزرگ کی طفیل ہم غریبوں کو معاف کرے
ایک کشمیری نے شہد کا بھرا ہوا ایک برتن لنگر میں حضور کی
نذر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے لئے یہ مشقت نہ اٹھایا کرو۔ ہاں
اگر بغیر تکلیف و مشقت مل جائے تو لے آنا۔ حرج نہیں۔ اس
کشمیری نے عرض کی کہ یہ محنت عین سعادت ہے جب قدم
بوسی کا دل میں ارادہ کیا تو خیال آیا کہ اگر شہد دستیاب ہو جائے
تو نذر لے جاؤں۔ گھر میں تھا نہیں۔ جنگل میں تلاش کرنے کو گیا
جب اونچے اونچے کریوں میں دیکھا تو شہد کا ایک چھتہ مل گیا۔
لیکن اس کا حاصل کرنا محال تھا۔ بڑی تدبیریں کیں لیکن
ایک بھی کارگر ثابت نہ ہوئی۔ آخر الامر پیران عظام کی مدد
سے یہ حیلہ کیا کہ ایک رسی سے کمر میں باندھی اور اس کو کریہہ

سے باندھ کر لٹک گیا ؎

دست از طلب ندارم کہ تا کام من بر آید
یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن بر آید

ناگہاں رسی ٹوٹ گئی۔ خوف آیا کہ اگر نیچے گر گیا تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤں گا۔ ناچار پیران عظام کے طفیل خدا کی درگاہ میں استغاثہ کیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور قبلۂ عالم میروی رح ہوا میں آئے اور دونوں ہاتھوں سے میری کمر کو پکڑ کر مجھے زمین پر پہنچا دیا۔ حضور کی اس کرامات کو دیکھ کر پھر میں حصول شہباز میں بہت دلیر ہو گیا پھر اپنی مراد مل جانے پر خوشی خوشی میں گھر گیا اور پھر نذر لے کر حضور کے دربار میں حاضر ہو گیا ؎

پیر ہماں بہ کہ بود دستگیر روز مصیبت برہاند ابیر

جس وقت حضور لکہ میں کنوآں کھدوا رہے تھے اور علماء اور طلباء ارد گرد خدمت گذاری کے لئے حاضر تھے۔ ایک شخص موضع اکوال کا آکر قدم بوس ہوا۔ حضور نے اپنے آشناؤں اور مولوی محمد سلطان کا حال احوال پوچھا۔ اس نے عرض کیا کہ مولوی سلطان کو ان دنوں ایک نکاح کے مقدمہ میں پھنسے ہوئے ہیں اور حاسدوں نے آپ کو مجرم بنایا ہوا ہے۔ ان کے لئے دعائے خیر فرمائی جائے مولوی شیخ احمد نے بھی سفارش کی۔ حضور غصہ میں آکر فرمانے لگے کہ مولوی صاحب ہمیشہ جھوٹے مقدموں میں مبتلا رہتے ہیں میں ان کے لئے دعا نہیں کرتا۔ قاصد نے مخدوم واپس ہو کر مولوی صاحب کی خدمت میں کل حال بیان کیا۔ مولوی صاحب کو بھی غضب آگیا اور بولے کہ میں حضرت سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوں۔ خواجہ احمد پر صرف حسن اعتقاد تھا آئندہ میرا شریف کا نام تک نہ لوں گا۔ اتفاقاً حضرت سید لعل شاہ صاحب خلیفہ

مجاز دوالمیال ہی نے دونوں کے بعد رخصت طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ جب اکوال پہنچو تو گھوڑے سے اترنے سے پہلے مولوی محمد سلطان کو میری طرف سے جلد روانہ کر دینا۔ جب شاہ صاحب قبلہ اکوال میں پہنچے تو اول آپ کے حکم کی تکمیل کی۔ سو مولوی صاحب خوش ہو کر میرا شریف روانہ ہو پڑے۔ دوسرے روز جا کر قدم بوسی حاصل کی تو حضور نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ مخالفوں نے آپ پر ایک افترائی مقدمہ دائر کیا ہوا ہے۔ آپ فکر نہ کریں انشاء اللہ آپ کو کچھ تکلیف نہ ہوگی۔ دشمنوں کو خدا تعالیٰ مسمار کرے گا۔ ناں بعد دوسرے یا تیسرے روز مولوی صاحب مجازی حکم کی کچہری میں حاضر ہوئے۔ مجسٹریٹ نے بہت دفعہ قلم کو منہ میں رکھ کر فکر کیا۔ آخر الامر حکم دیا کہ جرم تو تم پر ثابت ہے لیکن اس دفعہ تم کو رہا کرتا ہوں۔ کیونکہ تم ذی عزت اور ذی علم آدمی ہو۔ آئندہ ایسا نہ کرنا دوالمیال ضلع جہلم میں دو فرقے ہیں! قادیانی اور حنفی۔ اور قادیانیوں سے بوجہ اختلاف اعتقاد کے مخالفوں کی ہر وقت چھیڑ چھاڑ رہتی تھی اور اب تک ہے۔ اہل سنت کے پیشوا حضرت مولانا مولوی سید لعل شاہ صاحب خلیفہ میروی آن کا کھنڈن کرتے تھے جو انہیں سخت ناگوار گذرتا تھا۔ اس دشمنی کی وجہ سے سنہ ۱۹۲۷ء میں غالباً انہوں نے بہ اتفاق سے ایک درخواست بایں مضمون شاہ صاحب قبلہ کے خلاف کی کہ یہ کہتا ہے کہ نوکری انگریزوں کی کرنی حرام ہے اور جو مسلمان لڑائی یورپ میں مارے جا رہے ہیں یہ بھی کفر کی موت مر رہے ہیں اور حضور کا حکم تھا کہ جلسہ دوالمیال میں نہ کیا جائے لیکن انہوں نے حکم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جلسہ دوالمیال میں کرایا وغیرہ وغیرہ غرض شاہ صاحب قبلہ کے پھنسانے کی خاطر ایڑی سے چوٹی تک زور لگایا اور درخواست کی تین کاپیاں کر کے ایک کاپی اسسٹنٹ کمشنر پنڈ دادنخان کے نام اور ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس جہلم کے نام ایک اور ڈپٹی کمشنر جہلم

کے نام بھیجی گئی۔ جہلم سے انسپکٹر پولیس کے نام تار آئی کہ لعل شاہ کو گرفتار کر کے عدالت میں پیش کرو۔ انسپکٹر صاحب اسسٹنٹ کمشنر پنڈ دادنخاں سے مشورہ کر کے دوالمیال آئے اور دونوں فریق کے تین تین آدمیوں کا چالان کر کے اسسٹنٹ کی عدالت میں لے گئے جب اس کنواں پر گئے جو کھیوڑہ اور رتوچھ کے مابین پہاڑ میں واقع ہے تو وضو کر کے وہاں نماز ادا کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضور قبلہ عالم میرو کی رج دہنے شانہ کے پاس کھڑے ہیں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اب بلاشک لوگ چلے جاویں۔ بس جس مددگار کی ضرورت تھی وہ اب پہنچ گیا۔ چنانچہ جب اسسٹنٹ کمشنر کی عدالت میں حاضر ہوئے تو صاحب مذکور نے کہا کہ شاہ صاحب میں نے جب آپ کو کہا تھا کہ جلسہ دوالمیال میں نہ کرنا۔ آپ نے کیوں کیا۔ شاہ صاحب قبلہ نے فرمایا کہ میں نے جلسہ دوالمیال میں نہیں کیا۔ ہاں تنزال میں جلسہ ہوا۔ وہ بھی وہاں کے نمبرداروں کی ذمہ داری پر۔ نمبردار حاضر ہیں آپ اُن سے پوچھ سکتے ہیں۔ صاحب نے کہا کہ میں آپ کو ایک دستی چٹھی دیتا ہوں۔ وہ ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کو جا دینا آپ وہ چٹھی لے کر جہلم گئے۔ چونکہ ان دنوں میں سپرنٹنڈنٹ صادق علی بھی قادیانی تھا۔ اس کو صاحب مذکور نے حکم دیا کہ جب تک میں اس قضیہ کا فیصلہ نہ کروں تم عدالت کے کمرہ میں نہ آنا۔ پھر آپ نے اس کو پنڈدادنخاں کی دستی چٹھی دی اور صاحب بہادر نے پڑھی اور حکم دیا کہ شاہ صاحب میں بڑا خوش ہوں گا کہ آئندہ مذہبی معاملہ دوالمیال کا میرے پاس نہ آئے۔ پھر آپ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو ملے اور سلام کر کے واپس چلے آئے اور کچھ تکلیف اور ضرر نہ پہنچا ؎

دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست

مولوی شیخ احمد صاحب ساکن تکہ کلاں ذکر کرتے ہیں کہ ایک روز گرمی کے موسم میں درویشوں کے ہمراہ یہاں آپ اپنے کنوئیں پر آئے گرمی بہت سخت تھی۔ اس واسطے آپ کی چارپائی کو معنبوط رسوں سے باندھ کر کنوئیں میں لٹکا دیا گیا آپ نے کچھ ساعت آرام کیا نماز ظہر کے وقت آپ کو نکالا گیا۔ نماز پڑھ کر جب آپ فارغ ہوئے تو مجلس گرم ہوئی۔ مولوی صاحب کہتے ہیں میں نے عرض کی کہ حضور نے تو کنوئیں میں آرام کیا کہ دیگر معرکہ گرمی سے جان بلب آگیا اور بالکل کسی کو آرام دیکھا۔ ہوا کے دروازے بالکل بند تھے تمام مخلوقات اپنی عرق میں غرق ہیں کوئی پتہ بھی نہیں ہل رہا ہے دعا فرماؤ کہ ہوا جاری ہو حضور نے ہنس کر فرمایا کہ اگر چالیس گنجوں کو گنو تو ہوا چلے گی۔

ساعت کے بعد مولوی صاحب نے عرض کی کہ حضور گنتی تو پوری ہو گئی۔ لیکن ہوا کسی طرف سے بھی نہیں چلی۔ آپ نے فرمایا۔ مولوی صاحب گنتی میں غلطی واقع ہوئی ہو گی بلند آواز سے گنجوں کے بڑے سروں کو گنو۔

جب لوگوں نے اس گنتی کو پورا کیا تو ہوا مشرق کی طرف سے آہستہ آہستہ چلنے لگی۔ حتے کہ سخت تیز ہو گئی اور ایک سیاہ گھٹا اٹھی۔ آسمان ابر آلود ہو گیا باران رحمت برسنے لگی گرمی سردی سے بدل گئی اور ہر کسی کو سکھ اور آرام نصیب ہوا اور خوشی خوشی درویشوں کے ہمراہ میرا شریف واپس چلے گئے سید نقیر محمد کشمیری نے عرس کے موقعہ پر پیر بھائیوں کی مجلس میں ایک دفعہ ذکر کیا کہ زمانہ طالب علمی میں بمقام لاہم تحصیل پنڈی گھیب میں مولانا مولوی سراج الدین صاحب کے پاس جب میں پڑھتا تھا ایک ٹھگ حاجیانہ لباس میں آپ کی مسجد میں آ وارد ہوا۔ حج کے اتنے فوائد بیان کئے کہ ہم حیران ہو گئے۔ اور نیز یہ بھی بتلایا کہ ایسے ایسے فیاض لوگ بھی ہیں جو لوگوں کو آنے جانے کا کرایہ اور سفر خرچ بھی دیتے ہیں جو کافی

دانی ہوتا ہے۔ اگر تم چلنا چاہو تو میں تم کو ہمراہ لے جاؤں گا۔
اس کی اس شفقت اور رحمت کو دیکھ کر میرا دل بہت خوش ہوا اور
میں نے عرض کی کہ چند روپے میرے پاس ہیں اور چندہ اور کسی سے
لے کر جمعرات کو شہر ڈھلیان چلا جاؤں گا۔ حاجی صاحب میرے
ساتھ وعدہ کر کے واپس چلے گئے۔ حج کے سودا نے میرے دل پر
ایسا غلبہ کیا کہ کھانا پینا مجھ کو بھول گیا۔ جمعرات سے ایک روز پہلے
میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نیک صورت درویشی لباس
والا مجھ سے فرماتا ہے۔ کہ علم کیوں نہیں پڑھتا۔ میں نے اپنے سودا
اظہار کر کے عرض کی کہ بیت اللہ کے حج کی نیت کر چکا ہوں وہ
فرمانے لگے کہ تم پر تو حج فرض ہی نہیں اور علم پڑھنا فرض اس فرض
کو چھوڑ کر حج کا ارادہ کرتا ہے۔ اور خواہ مخواہ جان کو سختی میں
ڈالتا ہے۔ غرض کہ خواب میں وعظ میں نصیحت کی۔ حتیٰ کہ وہ سودا
دل سے جاتا رہا۔ میں نے اس خیر خواہ درویش سے پتہ نشان پوچھا
تو فرمایا کہ میں احمد میروی ہوں۔ جب میں بیدار ہوا تو پس و پیش
دیکھا۔ لیکن وہ مصنوعی حاجی نظر نہ آیا۔ دربار شریف کی حاضری
کا ارادہ کیا اور دل میں خیال کیا کہ اگر کوئی میرا شریف کے رستہ
کا واقف مل جائے تو مجھ کو ساتھ لے جائے تاکہ حضور کی قدم
بوسی نصیب ہو۔ تھوڑی مدت بعد دو مسافر مسجد میں مہمان ہوئے
میں نے ان سے پوچھا کہ کدھر جاؤ گے۔ کہنے لگے کہ حضرت صاحب
کی قدم بوسی کے لئے میرا شریف جا رہے ہیں چند ساعت
ان کی صحبت کو غنیمت جان کر ان کے پاس بیٹھا۔ علی الصبح
ان کے ہمراہ چل کر حاضر خدمت اقدس ہوا۔ اور اس حاجی کا قصہ
اور واقعہ بعینہ مفصل میں بیان کیا ؎

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

حضور نے مجھے بیعت کر کے مشاغل علم کی تاکید فرما کر وداع کیا۔
الحمد للہ علیٰ ذالک۔ محمد بخش میرچی مرید حضور قبلہ میروی رح
ساکن دوالمیال ضلع جہلم نے ذکر کیا کہ مجھے قادیانی ہمسایوں نے
بہت دفعہ کہا کہ جاؤ مرزا صاحب قادیانی کی بیعت کرو اس بیعت
سے تمہیں کیا فائدہ پہنچا۔ اگر مرزا صاحب کی بیعت کرو گے تو دین
دنیا میں مستغنی ہو جاؤ گے اور ہر وقت مجھے تبلیغ کرنے کے لئے
میرے کان پر آیا کرتے تھے۔ میں ان پڑھ تھا۔ شاہ صاحب
قبلہ سے ان کے منتر یاد کر کے ان کو جواب دیتا رہا۔ لیکن ایک
روز۔ انہوں نے بہت تنگ کیا اور کہا کہ ایک دفعہ قادیان میں
چل کر ہمارے سلسلہ کی ترقی تو دیکھو۔ میں نے مجبور ہو کر وعدہ کیا جنہوں
انہوں نے قادیان جانا تھا۔ اقرار کیا کہ انشاء اللہ صبح تمہارے
ساتھ چلوں گا۔ اب تو جان چھوڑو۔ رات کو جب میں سونے لگا
تو اپنے پیر کا تصور کر کے سو رہا اور حیران کہ خدایا کیا کروں
نیند نے غلبہ کیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ نماز کی جماعت ہو رہی
ہے اور جماعت اور امام کا منہ مشرق کی طرف ہے اور داہنی
طرف ایک بزرگ سفید ریش ہیں میرا خیال ہے کہ حضور قبلہ عالم
میروی رحمۃ اللہ علیہ وضو کر رہے تھے۔ میں جماعت کو اپنی سمت
سے پھرتا ہوا دیکھ کر ششدر تھا کہ وہی بزرگ فرمانے لگے کہ حیران
کیوں کھڑے ہو چلتے کیوں نہیں اس جماعت کا کعبہ ادھر ہی ہے
ہمارے کعبہ کی طرف کیوں منہ کریں۔ بس اس اشارہ کو دیکھ کر
دل کو تسلی ہو گئی پھر کبھی نہ ڈگمگایا۔ اعاذنا اللہ من شرورہم
محمد خان نمبردار سکنہ کہوہیاں علاقہ تلہ گنگ مرید حضرت خواجہ
ذکر کرتا ہے کہ میرا لڑکا پنجیر دن سے بیمار تھا۔ ہر چند علاج معالجہ
کیا بیماری دن بدن ترقی کرتی گئی اور بر مزار اس طرح کمزور
ہو گیا کہ پہلو بدلنے کی بھی طاقت نہ رہی۔ ایک دن رو کر کہنے لگا کہ

صبح دوراں حضرت خواجہ احمد غریب نواز ہمارے گھر قدم رنجہ فرما دیں اور میری بچیروں پر دم کریں تو یقین ہے کہ اس مسیحا کے دم کے اثر سے صحت کامل ہو جائے گی ورنہ موت تو سر پر آ ہی پہنچی ہے آپ کے دیدار فیض آثار سے تو حصہ ملے گا۔ اس سعادت عظمیٰ سے تو محروم نہ رہوں گا۔ میں نے چند بار حاضر ہو کر عرض کی لیکن منظور نہ ہوئی۔ آخر بعد مشکل منظور کرا کے آپ کو اپنے ہمراہ اپنے گھر لے گیا چند ایک درویش آپ کے ہمراہ تھے۔ مرغ کے چوزہ کا گوشت آپ پرہیز فرمایا کرتے۔ اس واسطے ایک چوزہ بھون کر بطور ناشتہ روٹی سے پہلے خدمت اقدس میں پیش کیا گیا۔ لیکن اپنی رغبت سے نہ کھایا۔ ہم نے گمان کیا کہ شاید طبع موافق پکا ہوا نہیں تھا۔ دوبارہ پھر پکا کے حاضر کیا گیا۔ پھر وہی حال ہوا۔ تیسری بار پھر ہم نے ارادہ کیا تو آپ نے ہنس کر فرمایا کہ لوگ کہیں گے مرغ کھا نے ٹھہرا گیا ایک رات رہ کر آپ واپس تشریف لے گئے۔ میرا لڑکا آپ کی صحبت اور بابرکت پھونک سے ایسا صحت یاب ہوا کہ بیماری کا نام تک باقی نہ رہا الحمد للہ علیٰ ذالک۔ علاقہ ہوتی مردان کے ایک شخص کا لڑکا گم ہو گیا بہت تلاش کیا لیکن نہ ملا آخر بزرگوں کی طرف پھرا کہ ان سے اپنے گمشدہ لڑکے کے لئے دعا کرائے۔ کسی نے اس کو حضور قبلۂ عالم پیر دمی کا پتہ دیا۔ بیچارہ رات دن چلتا چلتا ٹھوکریں مار مار کر سفید پہاڑیں جو بٹخیلہ بسالی کے قریب ہے پہنچا تو رستہ گم ہو گیا۔ غریب الوطن ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا جب تھوڑا وقت گذرا۔ ناگہاں ایک شخص نے آ کر سلام علیکم کہا اور نہایت نرمی سے حال احوال پوچھا۔ مسافر نے سب تن وتی بنا دی اس بزرگ نے اس کو تسلی دی اور فرمایا کہ یہاں سے شہر نزدیک ہے تم اندھیری رات کی وجہ سے معلوم نہ کر سکے۔ ہاتھ پکڑ کر مسجد میں لے گئے اور خاطر مدارت کی علی الصباح وہاں سے روانہ ہوا۔ چند دنوں کے بعد

اجمیر شریف پہنچا۔ جونہی حضرت کی قدم بوسی کی تو پہچان گیا کہ یہ تو وہی شخص ہیں کہ فلاں اندھیری رات میں میرا ہاتھ پکڑ کر مسجد میں لے گئے تھے اور خاطر تواضع کی تھی۔ میں اسی خیال میں تھا کہ حضور نے مجھے بلا کر تمام حال احوال پوچھا۔ تو قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے دعا فرمائی اور غریب الوطن کو تسلی دی اور فرمایا کہ تیرے جانے سے پہلے تیرا لڑکا پہنچ جائے گا۔ اور جلدی ہی رخصت کر دیا اور وہی شخص بیان کرتا ہے کہ جب میں گھر واپس پہنچا تو واقعی میرا لڑکا میرے جانے سے پہلے حسب الارشاد گھر پہنچ گیا تھا۔ خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر کیا اور بیان مکان خدا کی کرامت دیکھ کر دل نہایت مسرور ہوا۔ چند دنوں بعد اپنے گمے ہوئے بیٹے کو ساتھ لے جا کر در دولت پر حاضر ہوا۔ بیعت کا عقد کیا اور پھر واپس گھر چلا گیا

اولیاء را داد قوت کردگار
خویشتن را جسم سازند صد ہزار
بر سر ما ہر زماں بر سر رسند
ہم مقام خویش را رونق دہند

اسی معنی میں حضور نے ایک دفعہ فرمایا کہ حضرت مولانا فخر الدین صاحب پیر و مرشد حضرت خواجہ صبار دمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیر اور مرشد میں اتنی قوت ہونی چاہیئے کہ اگر ایک سو مرید ایک وقت میں سکرات موت میں مبتلا ہو جائیں اگرچہ فاصلہ ان کے درمیان سو سو کوس کیوں نہ ہو۔ شیخ کامل ہر ایک کے سرپہ پہنچ کر ان سلامتی ایمان کی نگاہ داشت کرے تاکہ بیعت کا مقصد اصلی پورا ہو۔ جب یہ خبر مشہور ہو کر دہلی کے مسلمان بادشاہ کو پہنچی۔ بادشاہ کو تعجب ہوا وزیر سے امتحان کی تدبیر پوچھی وزیر نے عرض کی کہ چند ایک آدمی جن کے گھر الگ الگ ہوں ایک وقت میں فقیر کی روٹی پکائیں اور بلا کر کھلائیں۔ اگر ہر ایک کے گھر میں دعوت منظور نہ

کھانے کو جاوے تب تو وہ سچا ہے۔ ورنہ مفتری کذاب ہے
الغرض چند ایک آدمی ایک دفعہ ہیں گئے اور دعوتیں منظور کر
آئے علی الصبح حضرت مولانا فخر الدین صاحب حجرہ کے اندر بیٹھ
گئے۔ اور خادم کو حکم دیا کہ جو آدمی مجھ کو بلانے کے لیے آئے تو
باہر سے آواز دے دینا۔ جب میں باہر نکلوں فی الفور دروازہ کو بند کر
دینا۔ خادم نے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت مولانا ہر ایک کے گھر دعوتی
بھی کھا آئے اور حجرہ میں بھی حاضر رہے۔ دوسرے روز جب اس
بات کی تصدیق ہو گئی۔ تو بادشاہ پشیمان ہو گیا اور اس بات کا یقین ہو
گیا کہ بزرگ ہر وقت اپنے مریدوں کے سر پر موجود ہیں اور
مشکلکشائی کرتے ہیں خدا کے فضل اور کرم سے محمد شاہ فقیر کشمیری
قصہ بیان کرتے ہیں کہ زمانہ طالب علمی میں اپنے استاد کے ساتھ
راولپنڈی کی طرف ہم روانہ ہوئے۔ ایک رات ہم کو ایک گاؤں میں آئی
جس کے قریب حضرت موسےٰ رحمۃ اللہ کی زیارت تھی اور زیارت
کے احاطہ میں بے شمار درخت تھے۔ اور ان کی شاخوں کی ایسی صفا
سوٹیاں تھیں کہ کیا بیان کروں۔ خیال کیا کہ ہمیشہ حضور مہروی کے
اصحاب صفہ کو ایسی سوٹیوں کی ضرورت رہتی ہے۔ اس سے بڑھ
کر اور کہاں ملیں گی۔ وہاں کے باشندگان سے مشورہ کیا انہوں نے
بتلایا کہ صاحب مزار نہایت جابر فقیر ہے۔ تم سوٹیاں کاٹنے کا ارادہ
کر رہے ہو اور خیال رہے کہ یہ فقیر کسی درختوں کے پتے نہیں توڑنے
دیتا۔ اور اگر کوئی دلیری کر کے پتے کاٹ کے مال وغیرہ کو کھلانے
تو وہ مر جاتا ہے۔ اور رات کو اگر کوئی مسافر اس قبر کے پاس سے
گزرے تو اس کی جان بھی ہلاکت سے کبھی نہیں بچتی۔ الغرض لوگوں
نے بہت سمجھایا۔ لیکن میں نے بھی مصمم ارادہ کر لیا کہ سوٹیاں ضرور
کاٹوں گا۔ آگے جو کچھ ہو سو ہو۔ رات کو لوگوں سے چھپ کر سوٹیاں کاٹ کر
میں جا کر چھپا ڈالیں۔ اور سو رہا ناگہاں صاحب مزار نے گلا آ گھونٹا۔ ہر چند

ہاتھ پاؤں مارے لیکن خلاصی نہ ہوئی۔ اضطراب کی حالت میں
کیا دیکھتا ہوں کہ ہمارے مرشد حضور مہروی حاضر ہو کر فقیر کا ہاتھ پکڑ
کر فرماتے ہیں او بخیل سوٹیوں کے پیچھے ایک طالب علم کو ہلاک کرتے ہوئے
شرم نہیں آتی۔ حضرت موسےٰ ان الفاظ کو سن کر مسجد سے باہر ہو گئے
اور آپ مجھ سے فرمانے لگے کہ سوٹیاں کیوں کاٹیں کہ اپنی جان بھی ہلاکت میں
ڈالی اور مجھ کو بھی تکلیف دی۔ میں نے آپ کے ہاتھ پاؤں چومے پھر آپ
میری نظر سے غائب ہو گئے۔ رات کو آرام سے سویا علی الصبح سوٹیاں لے کر
روانہ ہو پڑا۔ استاد صاحب اور دوسرے لوگ دیکھ کر کہنے لگے کہ کیا ہوا
فقیر نے کچھ کہا میں نے ان کو سب حق ورتی کہہ سنائی۔ لوگ سن کر حیران
ہو گئے۔ استاد صاحب فرمانے لگے یہی تو ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ ہے
راولپنڈی پہنچ کر استاد صاحب سے اجازت لے کر گولڑہ شریف پہنچا اور
درویشوں کو سوٹیاں تقسیم کر دیں اور ایک سوٹی حضور کی خدمت میں
پیش کر دی۔ اور تمام قصہ کہہ سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ کئی بزرگ ایسا
کرتے ہیں۔ ایک دفعہ فتح خاں قوم بھلا ساکن ہجیر ندڑ (شیعہ) جو پیر ہونے کا
دعویدار تھا تو ننداں آکر مشہور کرنے لگا۔ کہ میں پیر کامل ہوں۔ اکثر
جاہل سید کا نام سن کر اس کے مطیع و معتقد ہو گئے۔ آہستہ آہستہ اکثر لوگوں
کو شیعہ (رافضی) بنا لیا۔ چند غیرت مند افراد حضور قبلہ عالم مہروی رحمۃ
اللہ کی خدمت اقدس میں گئے۔ اور عرض کی کہ توت کے لوگ
تو اکثر بے دین (شیعہ) ہو گئے ہیں۔ امداد کا وقت ہے۔ حضور گھوڑی
پر سوار ہو کر ملک سرفراز کو ہمراہ لے کر موضع توت میں پہنچے۔ سنی شیعہ کو
جمع کیا۔ شیعوں سے پوچھا کہ اول اول ملک ہند میں سید حضرت خواجہ
معین الدین اجمیری و سید جلال شاہ اوچ و سید علی شاہ بلوٹ ہوئے
جنہوں نے ہندوستان کو آ کر نور اسلام سے منور کیا۔ ان کو اول
شیعہ ثابت کر دیں تو ہم مان لیں گے۔ ورنہ مخلوقات کو گمراہ نہ کرو
کل سرنگوں بیٹھے تھے۔ مگر ایک نے بوجہ تکبر بلند آواز سے کہا کہ ہم

معین الدین چشتی و سید جلال و سید شاہ عیسٰی کی کتابیں کہاں سے لائیں ہمارا رہبر تو یہی کتاب ہے اور دوسرے کسی مذہب اہلسنت والجماعت وغیرہ کو ہم نہیں جانتے۔ حضور نے فرمایا (او بدبخت) آپ آزردہ خاطر ہو کر گھوڑی پر سوار ہو کر میرا شریف واپس چلے گئے۔ اتفاقاً اسی روز وہ بدکردار بیمارِ ضعف قولنج بیمار ہو کر راہی الی السعیر ہوا۔ اور گاؤں پر غضب الٰہی سے ایک ابر اٹھا اور اتنی ژالہ باری ہوئی کہ کل فصل وغیرہ تباہ ہو گئے۔ چند دنوں کے بعد اسی نوبت میں وبا اٹھی کہ بے پناہ یعنی گاؤں کے لوگ مارے خوف کے حضور کے دامن میں جا لگے۔ اور شیعہ پنا سے توبہ کی اور حضور کو اپنے گاؤں میں پھیرے گئے۔ لوگوں نے جمع ہو کر نماز روزہ کی پابندی کا اقرار کیا اور اہلسنت والجماعت کے راستہ پر ثابت قدم رہنے کا پختہ وعدہ کیا اور حضور خوش ہوئے اور ان کے واسطے درگاہ قاضی الحاجات میں عرض نیاز کی کہ خدایا اب ان پر راضی ہو اور ان کو تمام بلیات سے امن امان نصیب کر اور اس گاؤں کو آباد کر ے

دکر جہاں دانی تو مردانِ خدا
ہر زمانے مے نمایند اولیاء
می کنند مخلوق را زیر و زبر
گر بر اندازند از قہر نظر

نعوذ باللہ من شرور انفسنا مولوی محمد حسین صاحب تلہ گنگی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور قبلہ عالم دریا کے کنارے آ رہے ہیں۔ جب مجھ کو دیکھا ہنس کر میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ساتھ کر لیا۔ حافظ بدر الدین صاحب خادم خاص نے عرض کی کہ قبلہ روٹی تیار ہے۔ حضور نے مجھ کو ساتھ بٹھا کر روٹی کھانی شروع کی۔ جب آپ نے دریا کی طرف نظر کی تو کیا دیکھا کہ کل مچھلیاں پانی کی سطح پر آئی ہوئی ہیں۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب جاؤ۔ تم کو

مچھلیوں کا سردار بنایا۔ دل میں خیال کیا کہ مچھلیوں کی سرداری کس طرح ملے گی۔ مدت کے بعد سلسلہ رجسٹری نکاح خوانی کا شروع ہوا۔ گرداوری کے لئے بہت مولویوں کی درخواستیں گذریں۔ میں نے بھی درخواست کر دی لیکن دل میں یہ خیال تھا کہ میں تو تمام مولویوں سے بہر وجہ کمتر ہوں مجھے یہ آسامی کب مل سکے گی۔ جب میری درخواست منظور اور باقی سب نامنظور ہوئیں تو خواب کی تاویل کی تصدیق درست ہو گئی۔ مولوی محمد نواز صاحب ذکر کرتے ہیں کہ میں عبد اللہ لوہار دھولری کے ساتھ گنوررام دوکاندار ساکن میرا شریف کی دوکان پر گیا۔ کچھ ضروری چیزیں لینے کے واسطے۔ جب دیواروں پر نظر پڑی تو ایک بڑا تھیلہ پیسے کی مینگنوں سے بھرا ہوا نظر آیا۔ اس سے پوچھا کہ یہ کیا رکھا ہے۔ کہنے لگا یہ عجیب چیز ہے۔ اور قصہ سے تعلق رکھتی ہے۔ پھر بتایا کہ میں اور حضور اتفاقاً ایک ہی سال میں یہاں آئے ہیں۔ میں بہت بڑا تنگدست اور نادار تھا۔ اور مجھ پر ایک بھاری سودی قرضہ تھا جس کے ادا کرنے کی مجھ میں طاقت نہ تھی۔ ایک روز جو میرے بخت بیدار ہوئے دل میں کہا کہ ایک خدا کا بندہ بزرگ عربی جانب بنگلہ میں رہتا ہے۔ اس کے پاس چل کر دعا کراؤں۔ شاید آپ کی دعا سے میرا قرض ادا ہو جائے۔ ساری رات بنگلہ کے باہر گذاری۔ علی الصبح جب حضور بنگلہ سے باہر آئے تو مجھ کو دیکھ کر ایک مشت خاک پکڑ کر میرے دامن پر ڈالی۔ میں نے اس کو نعمتِ عظمیٰ خیال کیا اور کیسہ میں آ کر ڈال دیا۔ جس کی برکت سے چھ ماہ میں کل قرض ادا ہو گیا اور آج تک پھر کسی بات کی احتیاج نہیں رہی۔ مسمی محمد خان ساکنہ شہر سلطان ذکر کرتا ہے کہ ہمارے شہر میں اکثر مکانوں کے چھتوں پر ٹریاں ڈالتے ہیں۔ قضائے الٰہی سے چند گھروں میں آگ لگ گئی جس کے بجھانے میں بے حد کوشش کی گئی۔ نہ بجھ سکی۔ حتیٰ کہ میرے مکان تک شعلے آ پہنچے۔ گھبراہٹ کی حالت میں مکان کی چھت پر

چڑھ کر میراں شریف کی طرف منہ کر کے پیر روشن ضمیر سے امداد کا طالب گار ہوا۔ اور عرض کی کہ خدا کے سوا اور اور آپ کے سوا آج کوئی وسیلہ نظر نہیں آتا سب مال و متاع خدا کے حوالے اور آپ کے حوالے ہیں ؎

مانہ آتش سوختیم اے پیر مومن
تو بحیلئے خویش نکلاں چوں چمن
دستگیری کن مرا اے دستگیر
ورنہ شہر مال ما ما برباد گیر

ہم اسی فریاد و زاری میں تھا کہ آگ تیز ہوا کی وجہ سے میرے مکان کے قریب آ پہنچی اور چھت کو تھوڑا جلا دیا۔ پھر ایک شعلہ اٹھ کر میرے متصل مکان کو جنوب کی طرف جا لگا۔ خدا کے فضل اور خواجہ عالم کی نظر عنایت سے میرا گھر بچ گیا اور اردگرد بھی بڑا بچاؤ ہو گیا۔ اور استنا ثنہ کے بعد وہ آگ جو کسی حیلے سے فرو نہ ہوتی تھی یکدم فرو ہو گئی۔ حضرت سید لال شاہ صاحب ولد الیانوی ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم چند ایک سنگی میراں شریف جب گئے گرمی کا موسم تھا۔ ملہ گنگ سے جو آگے نکلے تو گرمی نے بہت ستایا۔ ایک بیری کے درخت کے سایہ میں آرام کیا۔ خواب میں حضرت قبلۂ عالم کو دیکھا فرماتے ہیں جلدی جلدی اٹھو ورنہ آفات سے ہلاک ہو جاؤ گے۔ میں گھبرا کر جلدی اٹھا تو زمین پر آفتوں کے قدم لگے ہوئے نظر آئے تب میں نے ساتھیوں کو خبردار کیا۔ اور وہاں سے چل دیئے۔ مسمات مائی نوالا نے ذکر کیا کہ ایک روز فقیر سید لال شاہ صاحب ولد الیانوی اور پیر لعل شاہ صاحب پیر ڈھولو ہی وغیرہ پیر بھائی بہت سا معرکہ قریباً ایک سو آدمی اس غریبا کے گھر وارد ہوئے۔ میں نے گاؤں سے وہ آٹا جمع کیا جو ہمیشہ عرس کے موقع پر جمع ہو کر میراں شریف بھیجا جایا کرتا تھا پھر نالہ پر جب میں پانی لینے کو گئی تو وہاں ایک آجڑ نانے دریافت کیا کہ مائی یہ مہمان آج کس کے

گھر میں نے کہا کہ یہ قبلہ عالم پیرو مرشد کے مہمان ہیں اور میرے گھر وارد ہیں۔ اس نے کہا کہ یہ بکری لے جاؤ۔ اور ذبح کرا کے روٹی کھلاؤ چنانچہ میں نے اسے ذبح کرا کے روٹی تیار کرائی اور پیر بھائیوں کو کھلائی۔ صبح ہم جب سب میراں شریف پہنچے تو حضور نے پوچھا کہ مائی نوالاں یہ مہمان رات کو کہاں تھے۔ پھر دریافت فرمایا کہ روٹی کا کیا انتظام کیا۔ عرض کی گئی کہ آپ ہی کے مہمان تھے۔ اور آپ ہی انتظام بھی کیا۔ آٹا پہلوں جمع تھا۔ اور گوشت یوں میسر ہوا۔ الحمد للہ علی ذالک۔ مسمات مائی نوراں نے یہ بھی ذکر کیا کہ ایک بار جب میں میراں شریف روانہ ہوئی تو مسمات رانی ہندو عورت بھی ہمراہ ہو گئی۔ میں بوجہ بیماری کے چل نہ سکتی تھی۔ راستہ میں ایک موقعہ پر ایک ہندو گھوڑی والا مجھے مل گیا۔ لاچار دیکھ کر مجھے گھوڑی پر سوار کر لیا اور نکہ تک پہنچا کر وہ اور طرف چلا گیا۔ جب میں میراں شریف پہنچی تو حضور نے فرمایا کہ مائی نوراں کس طرح پہنچی۔ میں نے عرض کی کہ یہاں ایک ہندو گھوڑی والے نے مجھ پر بڑا احسان کیا۔ حضور نے فرمایا۔ مائی نوراں یوں نہ کہو (خدا جانے وہ کون تھا) الحمد للہ علی ذالک۔ حاجی عبدالمجید جبانی نے ذکر کیا کہ ہم لوگوں نے ایک کنواں کھودا۔ پانی تو آیا مگر بہت ہی تھوڑا وہ بھی معمولی سیم تھی میں میراں شریف گیا اور حضور قبلۂ عالم کی خدمت میں عرض کی کہ کنوئیں پر بڑی محنت کی لیکن بالکل معمولی پانی آیا ہے۔ آپ تشریف لے چلو اور موقعہ پر چل کر دعا فرماؤ۔ حضور نے فرمایا کہ آج ایک ہفتہ سے لوگوں سے پیچھے لے رہا ہوں اور تھک گیا ہوں دس روز تک آنا پھر چلوں گا۔ میں نے عرض کی کہ اب فصل کے دن ہیں اور پانی کی سخت احتیاج ہے۔ چلنا ہے تو آج چلو پھر جانا نہ جانا برابر ہیں۔ آپ غصہ ہوئے اور ملک سرفراز خاں سے

فرمایا ایک پتھر لادو۔ وہ ایک چھوٹا پتھر لے آئے۔ حضور ان پر بھی غصہ ہوئے اور پھر خود آپ ایک بڑی سل پتھر کی اٹھا کر میرے حوالہ کی کہ یہ لے جاؤ۔ اور کنوئیں میں جا کر پھینک دو۔ میں سر پر اٹھا کر لے آیا۔ اور گھر رات کو رکھی اور وانڑ خریدا اور اس میں پڑی کو لف کر کے کنوئیں میں ڈال دیا۔ اور صبح مستری مانگی۔ جب کنوئیں پر گئے تو مستریوں نے چک رکھنے سے انکار کر دیا اور دوسرے لوگوں کو بھی یہ بات بتلائی کہ کل جب ہم کام کر رہے تھے تو فلاں وقت کنوئیں میں سخت روشنی ہوئی۔ اور پھر اس کے بعد ہم نے ایک بڑا اژدہا کنوئیں کی تہ میں دیکھا۔ خیر میں سمجھ گیا کہ یہ آپ کی توجہ کا نتیجہ ہے۔ اور کچھ نہیں۔ میں خود اول کنوئیں میں اترا اور چک گاڑا۔ اور پھر مستری اترے اور تعمیر شروع کی میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ وہ پڑی کی جگہ پھٹ گئی اور پانی کا سم ایسا تھا کہ مشکل تعمیر ہو سکی۔ اور آج تک کبھی پانی ختم نہیں ہوا۔ اور صفائی بھی کوئی بڑا غوطہ زن کر سکتا ہے۔ ہمیشہ ہمارا رہٹ سولہ ہاتھ پانی رہتا ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔ دیگر یہ بھی ذکر کیا کہ میں جب حج کے سفر پر تھا تو ایک دفعہ مدینہ شریف کے راستہ میں بھول کر ایک جنگل میں چلا گیا اور راستہ گم ہو گیا تھک کر سو رہا۔ حضور نے میرے پاؤں پکڑ کر اصلی راستہ کی طرف پھیر دیئے اور فرمایا کہ بھولے جا رہے ہو۔ راستہ تمہاری بائیں طرف ہے۔ پھر میں پاؤں پر پلٹا تو اصلی راستہ پر آیا۔ تو ایک بدو سے ملا۔ اس کو سب تن بیتی سنائی۔ اس نے کہا کہ (شیخ الکامل) اور کہا کہ اگر تو وہاں آگے نکل جاتا تو پیاس کی شدت سے ہلاک ہو جاتا۔ اور پانی وہاں کہیں ملتا نہ تھا الحمد للہ علی ذالک۔ یہ بھی ذکر کیا کہ جب ہم سفر حجاز سے واپس آئے تو جہاز پر سوار ہوئے۔ راستہ میں جہاز کی مشین بگڑ گئی۔ اور جہاز

کپتان نے ہم کو کاک کی پیٹیاں دیں اور حوالہ خدا کر دیا اور ایک بھی مرنے کو تیار ہو گیا۔ میرے قریب ایک بمبئی کی سیٹھنی بچہ دار بیٹھی تھی وہ بچہ کو پیار دیتی اور کہتی کہ افسوس کہ بچہ تو اگر بچ جاتا تو کچھ نشانی تو باقی رہتی۔ اور رو رو کر نڈھال ہو رہی تھی میں اس زندگی اور موت کے مرحلوں میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور آ پہنچے اور جہاز کو ایک لات ماری پھر تو میرا حوصلہ بڑھ گیا۔ اور میں جہاز پر چڑھ کر پنکھا کو دیکھنے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں جان آ گئی ہے چنانچہ جہاز راں لفٹننٹوں نے جہاز کپتان کو جا کر خوشخبری دی اور پھر ایک سخت دھماکہ ہوا لوگوں کا خیال ہوا کہ شاید خطرہ کی توپ داغی گئی اور وہاں سے جہاز میں ایک قیامت کا سماں تھا جس کو سن کر جہاز کپتان نے لوگوں کو خوشخبری سنائی کہ مبارک ہو تمہارا جہاز غرق ہونے سے بچ گیا اور چل نکلا۔ یہ دھماکا پنکھا چلنے کی وجہ سے ہوا اور کوئی خطرہ نہیں فکر نہ کرو۔ تب جا کر لوگوں کو تسلی ہوئی۔ اور ہم نیم مردوں میں جان آئی الحمد للہ علی ذالک۔ سید احمد شاہ صاحب فتح جنگی ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور قبلہ عالم مالیر کوٹلہ کی طرف گئے اور مولوی اشرف علی ہمرکاب تھے۔ آپ ایک بگھی پر سوار ہوئے۔ ایک دوسرے سوار نے پیچھے سے ہر چند کوشش کی کہ ہم سے آگے نکل جائے۔ اور گھوڑے کو چابک مارے آگے نکلا ہی تھا کہ گھوڑا اور شدت سے منہ کے بل گر گیا۔ اور لنگڑا ہو گیا۔ پھر ہماری بگھی آگے نکل گئی۔ ایک جگہ سڑک خراب تھی۔ وہاں ہمارا گھوڑا ایسا پھسلا کہ بگھی اور گھوڑا دونوں گر گئے دیکھنے والوں نے خیال کیا سب ہلاک ہو گئے لیکن شکر ہے کہ خداوند کریم نے ایسی توفیق بخشی کہ پھر اٹھ کر دوڑ پڑا۔ ایک روز ایک شخص ایک سیر سونگی سبز نذر لایا۔ آپ نے ایک ایک مشت ہر ایک کو عطا کرنی شروع کی حاضرین سے ایک شخص نے عرض کی حضور میوہ تھوڑا ہے اور لوگ بہت ہیں پورا نہ ہوگا۔ کمتی تقسیم کیا جائے۔ حضور نے فرمایا اب تو میں شروع

کر چکا ہوں۔ کمی نہیں کروں گا۔ خدا ہی پورا کرے گا توفیق الٰہی اور دستِ حق پرست سے کل لوگوں کو حصے بھی مل گئے۔ اور اپنا حصہ بھی باقی بچ گیا الحمد للہ علیٰ ذالک ۔۔۔ ایک روز حضور ہمارے گاؤں میں تشریف لائے اور لوگوں سے میرا حال احوال پوچھا لوگوں نے میری تنگدستی کا ذکر کیا اسی اثناء میں میں خود بھی حاضر خدمت ہوا تو حضور نے فرمایا کیا مجھ کو گھر لے جاؤ گے۔ میں نے عرض کی کہ کیوں نہیں جناب اگر آپ قدم مبارک پا دیں تو یقین ہے کہ میرا گھر آباد ہو جائے گا۔ ع

اے آمدنت باعث آبادی ما

الغرض میں حضور کو اپنے غریب خانہ میں لے گیا۔ میری ایک لڑکی ۴ - ۵ سال کی گہوارہ میں تھی بے زبان و ناتوان۔ حس و حرکت سے معذور اس کو جو حضور نے دیکھا تو افسوس فرمایا۔ پھر دریافت فرمایا کہ دہلان کی لپائی کس چیز سے کی ہے۔ میں نے عرض کی حضور مٹی اور گوبر وغیرہ سے آپ نے کئی بار فرمایا اولیا اولیا اولیا یہ کیا کیا۔ آپ نے پکڑ کر ایک جگہ کو اکھیڑا۔ بعد ازاں فرمایا کہ اب بھوسہ اور مٹی سے لپائی کر۔ جب اس طرح لپائی کرائی اور کام ختم کیا ہی تھا کہ وہ میری لڑکی فوت ہو گئی۔ اور اس کے بعد میں بڑا آسودہ حال ہو گیا ۔۔۔ ایک روز حضور نے فرمایا کہ ابتدا زمانہ میں مکہ گالاں میں مسمی رام کور ایک ہندو تھا۔ جو ہمارے درویشوں کو صابون وغیرہ ضروری چیزیں بطور قرض دیا کرتا تھا اور جب میسر ہوتا قرض ادا کر دیا جاتا۔ اچانک وہ بیمار و سخت بیمار ہو گیا اس کی زندگی کی امید نہ رہی۔ خویش و اقربا کو بلا کر اس نے وصیت کی جب میں مر جاؤں تو میری لاش مسلمانوں کے حوالہ کر دینا۔ کیونکہ میں خواجہ احمد میروی کا مرید ہو گیا اور میرے جسم کو آگ نہ جلا سکے گی۔ یہ اس لئے کہہ رہا ہوں تاکہ تم کو ندامت نہ اٹھانی پڑے۔ لیکن سنگدلوں نے ایک بھی نہ سنی۔ آخر بمصداق

آیت کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ مسمی رام کور فوت ہو گیا۔ ہر چند اس کی لاش جلانے کی کوشش کی گئی۔ لیکن وہ نہ جلی۔ مجبوراً اس کی لاش کو ہندوؤں نے دریائے اٹک میں جا پھینکا ؎

عون گیر از نیک مرداں اے پسر
ہر سبب موقوف عالم سر بسر
خاتمہ بالخیر خواہی اے فقیر
رو بأقدام بزرگاں کن اخیر

مولوی احمد دین صاحب مرحوم دھرابی والوں نے ذکر کیا کہ میں حضور قبلہ عالم کی قدمبوسی کے لئے جو گھر سے روانہ ہوا تو اتفاقاً موقع پر کھاں میں رات آگئی۔ باشندگانِ دیہہ نے روٹی پانی چارپائی بستر وغیرہ کی نسبت بالکل نہ پوچھا۔ بھوک پیاس سے رات مسجد کے ایک گوشہ میں گذاری۔ علی الصبح حضور قبلہ عالم کے حضور میں جا پہنچا آپ نے اپنے اخلاق کریمانہ اور الطاف مربیانہ سے سفر کی سختی نرمی کا حال پوچھا تمام روئداد کہہ سنائی۔ لیکن رات کی بپتا نہ سنائی کہ حضور نے ہنس کر فرمایا کہ رات کو مولوی صاحب نے روٹی پیٹ بھر کر کھائی تھی شاید کچھ خواہش ہو یا نہ لیکن احتیاطاً ان کی روٹی بھی میری روٹی کے ساتھ لے آنا۔ جو چند ایک لقمے کھا لینگے۔ میرے ساتھ کھا لینگے میں نے ذکر کیا اور حضور کا علم عرفان دیکھ کر دنگ ہو گیا۔ پس خادم نے کھانا حاضر کیا۔ جو کچھ قسمت میں تھی حضور کے ساتھ بیٹھ کر کھائی کہ حضور نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ مولوی صاحب آپ کی وجہ معاش کیا ہے میں نے عرض کی کہ عالیجاہ علوم دینی سے کچھ حصہ رکھتا ہوں اور علم طب میں نیز دسترس ہے تمام خیال ہے کہ اپنا شفاخانہ کھول کر گذر اوقات کروں گا۔ حضور کو یہ شغل پسند نہ آیا۔ اور تھوڑی دیر سوچ کر فرمایا۔ اگرچہ طب کا فن عمدہ فن ہے لیکن آپ کے لئے یہ شغل اچھا نہیں۔ آپ کے حق میں یہ اچھا ہے کہ جہاں میں جدھر طبیعت چاہے چل پھر کر مخلوقات کو فی سبیل اللہ وعظ و نصیحت فرمایا کرو

تاکہ اہل اسلام گمراہی کے گڑھوں سے نکل کر کنارہ ہدایت پر سلامتی ایمان سے مستقیم ہوں۔ آج اس زمانہ پر فتن میں اس جہاد کی بڑی ضرورت ہے اور انسان خداوند تعالیٰ کے عذاب سے بھی تب ہی بچ سکتا ہے جس پر عجز و نیاز سے میں نے عرض کی کہ حضور عالی ہزارہا علماء مجھ سے افضل جہاں میں موجود ہیں جو فصاحت و بلاغت بھری تقریریں جا بجا کرتے پھرتے ہیں اور عوام الناس ان سے ایسے بھاگتے ہیں جیسے کوا تیر سے اور خدمت کرنا تو بجائے خود رہا کئی کئی فاقے نصیب ہوتے ہیں۔ غلام کی اس عرض پر حضور کو جوش آیا اور بڑی شفقت سے میرے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ تیرے زمانہ میں تیرے علاقہ میں انشاء اللہ تجھ سے بڑھ کر کوئی عالم نہ ہوگا اور تو عزیز خلائق ہوگا۔ حتیٰ کہ لوگوں سے کئی تاریخیں مقرر کرے گا اور سال سال تک پوری نہ پڑے گی۔ طالبین اور معتقدین کی اتنی بھیڑ ہو گی کیا کہ بیان کروں۔ اس خدمت سے تمہاری عزت دائرہ بے شمار ہو گی۔ خدا پر توکل کرکے وعظ و نصیحت کرنا شروع کرو الغرض چند روز آپ کے پاس ٹھہر کر رخصت لے کر گھر پہنچا تو ہر طرف سے وعظ کے دعوتی خطوط آنے شروع ہو گئے۔ اور یہاں تک شہرت ہوئی کہ کیا بیان کروں۔ جواب میں کسی کو کچھ لکھتا اور کسی کو کچھ کسی کو ایک سال کا وعدہ دیتا کسی کو اس سے بھی زیادہ دیکر جان خلاصی کرواتا۔ چار سال ہوئے ہیں۔ سرگودہاں کی طرف سے دوستوں کے انتہائی خطوط ہر مہینے آتے رہتے ہیں۔ اور میں کل پرسوں ہی کا وعدہ کرتا رہتا ہوں اور عام خاص اژدحام سے فراغت ہی نہیں ملتی تاکہ ان کے پاس جاکر انکو وعظ و نصیحت سے مسرور کر سکوں خاکسار جیسوں پر اس فقیر کا اتنا رعب ہے کہ سنتے ہوئے بھی میری سیاست و سطوت سے لرزتے رہتے ہیں۔ اور جب کبھی مباحثہ میں میرا ان کا آمنا سامنا ہوا ہمیشہ روسیاہ اور شرمندہ ہوئے اور مال و دولت

کی بھی کوئی پرواہ نہیں رہی۔ یہ سب مہربانی اپنے خالق اور اپنے پیر غریب نواز کی ہے ؎

چہ مارا بدنیا تو داری عزیز
بعقبیٰ ہمیں چشم داریم نیز

مسمات مائی نوراں نے ذکر کیا کہ ایک روز مسمات رانی ہندوانی نے چند عورتوں کے ہمراہ جاکر حضور انور سے بیعت کرنے کی خواہش کی حضرت قبلہ عالم نے بطریق مالوف اپنی چادر مبارک عورتوں کی طرف پھینکی کہ اس کو سب پکڑ لو اور مسمات رانی بھی ان میں ہی تھی۔ اس نے بھی چادر حضور کو ہاتھ میں پکڑا اپنے مبایعات کو بیعت کرنے کے بعد وظیفہ درود شریف اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم اور اسم ذات یا اللہ ہر پنج وقت نماز کے بعد ایک ایک سو بار پڑھنا تلقین فرمایا۔ مسمات رانی مذکورہ کو درود شریف کا صیغہ تو یاد نہ رہا لیکن یا اللہ کو رٹ لیا۔ جس پر حضور قبلہ عالم نے مائی نوراں کو فرمایا کہ درود شریف بھی اس کو سکھاؤ۔ بعد مشکل اس کو اللھم صل علیٰ محمد یاد ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اچھا اس کو یہی کافی ہے۔ وظیفہ معمولہ کے پڑھنے کی برکت سے اس کی شکل و شباہت مسلمانی عورتوں کی طرح ہو گئی۔ ہندو اس کو طعناً جتی کہا کرتے تھے۔ اکثر اوقات اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھی۔ اتفاقاً ایک روز میرا شریف میں مسمات گردز جہ بھگوان سے جو اس نے پینے کے لئے پانی مانگا تو اس نے نہ دیا۔ خدا کی قدرت اس کے گھر کو آگ لگ گئی۔ مال و متاع جل جل کر خاکستر ہو گیا۔ وہ عورت دوڑتی ہوئی حضور کے حضور میں آئی اور عرض کیا کہ حضور امداد کا وقت ہے۔ مائی نوراں نے کہا کہ کیا تو وہی نہیں جس نے رانی کو پانی نہ دیا تھا۔ حضور نے فرمایا مائی چپ رہ۔ رانی کا حضور کے پاس آنا اول تو کسی دنیاوی مطلب

کے لئے تھا۔ جب درود شریف اور وظائف کی عادت پڑی اور لذت
آئی تو وہ سب کچھ بھول گیا۔ پھر کئی بار اس کو کہا گیا کہ کیا دنیا سے کچھ
خواہش ہے۔ جب جواب دیا یہی جواب دیا کہ اب کچھ حاجت
نہیں۔ مسمات رانی کو اس کے پوتر کرنے کی خاطر گنگا لے گئے۔
اتفاقاً وہ وہاں ہی مرگئی۔ اور گنگا کے پانی کو سپرد کردی گئی۔ جب
اس کے مرنے کی خبر حضور قبلہ عالم کو ہوئی تو آپ نے دریافت
فرمایا کہ اس کی لاش کے ساتھ کیا کچھ کیا۔ کسی نے بتلایا کہ دریائے
گنگا میں پھینک دی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ خداوند کریم نے اس کا
پردہ رکھ لیا۔ الحمد اللہ علیٰ ذالک۔ آستانہ عالیہ کے دو
درویشوں کے دل میں خیال آیا کہ موسم گرما علاقہ ہزارہ میں گزاریں
کیونکہ وہ سرد علاقہ ہے اور گرمی کے ایام میں وہاں پر اچھے گذرتے
ہیں۔ اتفاقاً حضور کی اجازت بغیر خفیہ نکل کر چلے گئے اور حویلیاں
ضلع ہزارہ میں جا قیام کیا۔ جب موسم سرما آیا تو ایک درویش
کو خواب میں حضور نے فرمایا کہ یہاں سردی سخت ہوگی۔ مناسب
ہے کہ میرا شریف واپس آجاؤ۔ علی الصبح وہاں سے روانہ ہوکر
میرا شریف آپہنچے اور ملک سرفراز خاں خادم خاص کے آگے
خواب کا واقعہ سنایا۔ نماز عشار کے بعد ملک صاحب نے چند ایک
مستفیضوں کی موجودگی میں مذکورہ درویشوں کے آنے کی حقیقت
سنائی۔ میاں حاجی صاحب نے ہنس کر کہا کہ تنگ ہوئے ہوں گے
ورنہ حضور کو ان کی کیا ضرورت تھی۔ ان جیسے سیکڑوں درویش
آپ کے دولت کدہ پر موجود ہیں۔ جو کچھ کہتے ہیں۔ جھوٹ کہتے ہیں۔
حضور نے تھوڑی دیر تعجب کرکے فرمایا کہ ہمارے پیران عظام
کا کمال ہے۔ اور مردان خدا کا یہ مذہب ہے کہ ہر وقت ہر جائی
حاضر اور ہر ایک پر یکساں منظر رکھتے ہیں۔ ان کو جھوٹ سے کیا
فائدہ تھا۔

پادشاہاں پاسبان ظاہر اند
ہم الم از جان مظلوماں برند
اے برادر شیر مردان خدا
ہر دو عالم بہر ما شمس الضحیٰ
در نہان و آشکارا ما سقیم
وار دے امراض ما را آں حکیم
ہر زمان و ہر مکان او بے درنگ
بر سر ما از کرم دارند چنگ
تا ابد آباد بادا در جہاں
لطف ایشاں بر سر ما سائباں

مسمی شہباز خاں پشاوری دوکاندار نے پشاور میں حضور قبلہ عالم
کی حضور میں حاضر ہو کر التجا کی کہ میرا جوان لڑکا قتل کے الزام
میں گرفتار ہے اور اس کو آخری عدالت سے بھی پھانسی کا
حکم مل چکا ہے۔ دعا دلی اور توجہ باطنی فرماؤ کیوں کہ اب
بچاؤ کی کوئی صورت نہیں رہ گئی۔ حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہ
اس کے لئے ایک بکرہ ذبح کر کے حیلہ کیا جاوے گا۔ پھر رحم
خسروانہ کی اپیل کی جاوے گی۔ حسب الفرمان بکرہ کلاں ذکر تبلیر
کیا گیا۔ جس پر حضور نے اپنی زبان صیف الرحمان سے ارشاد
فرمایا کہ خداوند کریم نے اس کو پھانسی سے بچالیا۔ الغرض آپ
کی بات صحیح نکلی اور ملزم رہا ہوگیا۔ سفر پشاور سے واپسی پر آپ
اکوڑہ وارد ہوئے اور اپنی جماعت ساتھ تھی۔ زائرین کا بہت
بھاری ہجوم تھا۔ کہ ایک بکرا موٹا تازہ عین انبوہ میں اندھا دھند
حضور قبلہ عالم کی حضور میں آیا اور اپنے سر نیاز کو تین دفعہ حضور
کے قدموں پر رکھا اور واپس چلا گیا ؎

بادشاہی جو سلیماں بر سر یو

مدہ گاہ جن دانس و موز ہم باز آمدہ

اکوڑہ میں جناب مولانا حاجی مہر باغ علی شاہ صاحب بخاری قدم بوس ہوئے جو دہاں کے باشندے تھے اور قادریہ. نقشبندیہ - سہروردیہ سلسلوں کے شیخ طریقت تھے اور اپنی عمر کا اکثر حصہ سیر و سیاحت عرب و عجم میں درویشوں کی طرح بزرگوں کی زیارات سے فیض اٹھانے میں گزار چکے تھے۔ عاجزانہ طور پر نہایت ادب سے قدم بوس ہوئے - اور پاؤں پکڑ لئے لیکن آپ نے اپنی عادت کے موافق پکڑ کر گلے لگا لیا۔ اس ساعت جو ان دونوں حضرات کے درمیان راز و نیاز کی باتیں ہوئیں وہ وہی خوب جانتے ہیں - اور کوئی کیا بیان کر سکتا ہے - لیکن یہ سب پر ظاہر ہو گیا کہ حضور نے حضرت شاہ صاحب پر بڑا کرم کیا - چنانچہ شاہ صاحب خود اس بات کا اقرار کرتے ہیں - اور نیز یہ بھی فرمایا کہ سفر حجاز میں کئی سخت گھڑیوں میں حضور نے ظاہری صورت میں میری مدد فرمائی اور یہ اقرار آپ نے کئی بار اپنے مریدوں کے بھرے مجمع میں بھی فرمایا ؎

اے بہ بزم حاضراں و غائباں دستگیر
زانکہ دستِ حاضراں از غائباں کوتاہ نیست

اسی سفر سے واپسی پر جب آپ کیمبلپور اسٹیشن پر پہنچے تو مخلصین نے حضور غریب نواز اور ساتھیوں کے لئے روٹی کا بندوبست کیا ہوا تھا اور ریل کے چلنے میں دیر تھی - سو حضور انور نے ساتھیوں کے ساتھ جب روٹی کھانی شروع کی تو اسی اثناء میں ایک فوٹو گرافر نے میدان میں کیمرہ جوڑ کر آپ کی تصویر لینی چاہی - ناگہاں حضور کی نظر اس پر جا پڑی اور غصہ میں آ کر فرمایا کہ یہ شریعت میں ناجائز ہے - ایسا نہ کرنا - لیکن اس نے کسی کا کہنا نہ مانا - خدا کی قدرت سے کیمرہ کا شیشہ ٹوٹ گیا اور کیمرہ خراب ہو گیا اور حضور کی تصویر

نہ لے سکا - حضور قبلہ عالم ایسی خلاف شرع حرکات سے بہت ہی پرہیز کیا کرتے تھے - پس آپ کی رضا بغیر آپ کی تصویر کون لے سکتا ہے ؎

صورت نقش چنیں رو صورت یارم ببیں
یا مصوّر کش ایں چنیں یا ترک کن صورت گری

سلطان محمود نمبردار ساکن ڈھوکر تحصیل تلہ گنگ جو ایک نہایت متورع اور عابد و زاہد تھا - نمبرداری ترک کر کے دن رات عبادات الٰہی میں مشغول رہ گیا - اور نمبرداری کا کام مسمّی خان بہادر کے حوالہ کر دیا - اتفاقاً اس کی نظر جاتی رہی - حضور قبلہ عالم کی خدمت میں عرض کی کہ شاید قرآن کریم کی منزل مجھ سے جاتی رہے گی - کیونکہ آنکھوں میں بالکل نظر نہیں رہی - حضور انور نے دعا فرمائی کہ خدا کرے قرآن کریم کی منزل تجھ سے قضا نہ ہو - آپ کی دعا سے قرآن کریم آنکھوں والوں کی طرح پڑھتا - باقی کچھ چیز نظر نہ آتی - مولوی عبدالغفور صاحب سکنہ عطار ڈاکخانہ خان پور ضلع ہزارہ نے ذکر کیا کہ میں اول عمر میں مجنون اور گونگا تھا - حتیٰ کہ بارہ سال کی عمر تک مجھے کسی چیز کی سمجھ نہ تھی اور نہ پڑھنے کی طاقت - جب حضور گڑھی شریف کی طرف آئے تو میرے والد صاحب جو حضور کے مرید تھے مجھے آپ کے پاس لے گئے اور میری بابت سخت افسوس سے عرض کی - حضور نے شفقت فرما کے میرے حق میں رحم کی دعا فرمائی - آپ کی دعا میں بجلی کا اثر دیکھا - واپس گھر پہنچا اور علی الصبح بے تحاشا کلام کرنے لگ پڑا - والد صاحب نے قرآن کریم شروع کرا دیا - چھ ماہ میں قرآن ختم کر کے علوم مروجہ پڑھنے میں مشغول ہو گیا - خواجہ غلام یٰسین تلہ گنگی بیان کرتے ہیں کہ ندوی کے خیالات ہمیشہ شریعت کے مخالف ہوا کرتے اور نماز پنجگانہ کا تارک اور ہر ایک عیوب سے آراستہ جس دن سے حضور کے ہاتھ پر بیعت کی سب بری

عادات جاتی رہیں اور نماز پنجگانہ کا پابند اور متبع شریعت ہوگیا۔ یہ سب آپ کے فیض کا اثر ہے۔ ملاں فتح محمد ولد شکر دین ساکن کوہڑی بھیرہ تحصیل پنڈ دادنخاں ضلع جہلم نے ایک دفعہ ذکر کیا کہ میرے والد صاحب تونسہ شریف کے مرید تھے۔ مجھ کو آپ نے فرمایا کہ تم میرا شریف خواجہ احمد صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنا۔ بیعت سے پہلے میرے بہت برے خیالات تھے۔ بعد ازاں بڑی اصلاح ہوگئی۔ ہمارے گاؤں میں ایک دفعہ بہت طاعون پڑ گئی۔ حتیٰ کہ گاؤں میں ایک گھر مریضوں سے خالی نہ رہا۔ میں چند ایک رفیق ہمراہ لیکر میرا شریف چلا گیا۔ حضور کی زیارت کر چکا تو آپ نے فرمایا کہ نمبھڑ کی طرف سیر کرو۔ آپ کے اشارہ پر چلا گیا۔ سفر بابرکت ہوا اور گھر میں کوئی نقصان جان نہ ہوا۔ اور علاج و معالجہ میں بھی وہ برکت ہوئی کہ اب تک جس مریض کا علاج کرتا ہوں فائدہ ہی ہوتا ہے۔ بشرطیکہ وقت پورا نہ ہوگیا ہو۔ اسی ملاں فتح محمد جی نے یہ بھی ذکر کیا کہ سرنگ ضلع کیمبل پور کے ایک سلطان نامی نے ایک ڈاچی میرا شریف لنگر سے قیمتاً خریدی ۲ سال کے بعد حضور انور کے پاس آکر عرض کی یہ حملدار نہیں ہوتی۔ حضور نے فرمایا کہ اس کے اوپر بلا نہ ڈالا۔ عرض کی جی ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ حملدار نہ ہوگی۔ یہ اونٹ ہے اونٹنی اب تک زندہ ہے۔ چند ماہ حملدار ہوکر پھر معلوم نہیں ہوتا کہ حمل کدھر گیا بار برداری میں اونٹ سے افضل رہتی ہے۔ ۱۱۔ اور ۲۱ حصہ بھی دیا لیکن وہ بچوں کی تنوں موضع منھیال تحصیل پنڈی گھیپ کے عبدالغنی پیش امام کا برادر منشی زناہ کرتا ہوا پایا گیا۔ اس کو مکان کے اندر بند کر دیا گیا۔ اور محافظ بٹھلائے گئے۔ اپنے پیر کے نام استغاثہ کیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک اوزار مل گیا۔ جس سے کنڈا سیدھا کرکے نکال لیا۔ اور نکل کر گھر چلا گیا اور کسی نے معلوم نہ کیا۔ سکندر خاں رئیس سکنہ دھنبر نے ذکر کیا کہ ایک دفعہ جب آپ کیمبل پور تشریف لے گئے تو مخلوقات کا اتنا

ہجوم ہوگیا تھا کہ آپ کی زیارت کرنی مشکل ہوگئی۔ میں اس خیال پر الگ ایک طرف بیٹھ گیا کہ اگر اولیاء اللہ ہیں تو خود بلالیں گے۔ آخر ایسا ہی ہوا کہ جب آپ جمعیت خاطر سے بیٹھے تو لوگوں کو کہا کہ ایک درویش کو حکم فرمایا کہ دھنبر کا اگر کوئی آدمی ہے تو اس کو بلا لو۔ جب بلایا گیا تو سکندر خاں نے حاضر ہوکر اپنی عرضداشت پیش کی۔ احمد دین ساکن ہتال تحصیل تلہ گنگ نے ایک دفعہ ذکر کیا کہ میرا ایک برادر مسمی احمد دین خواجہ غریب نواز کا عاشق تھا۔ ہمیشہ آپ کے قدموں میں رہا کرتا تھا۔ اگر گھر کبھی آتا تو پھر بہت جلد واپس میرا شریف چلا جایا کرتا تھا۔ یعنی اس کو گھر میں بالکل آرام نہ آتا تھا۔ ایک دفعہ میں جب اس کو میرا شریف سے لینے گیا تو آستانہ عالیہ پر رات کو بہت بے وقت جا پہنچا۔ باوجودیکہ حضور کو میرا علم نہ تھا۔ صبح نماز پڑھ کر آپ نے فرمایا احمد دین آپ کا بھائی آیا ہے۔ میں نے عرض کی کہ غریب نواز آیا ہے۔ فرمایا بلاؤ کدھر ہے۔ میں حاضر ہوکر قدم بوس ہوا۔ فرمایا کہ آؤ تم کو بیعت کر دیں۔ عرض کیا ابھی نذرانہ پاس نہیں یہ ایک بہانہ تھا میرا خیال ایک ... کے پیر کی بیعت کرنے کا تھا جو بہت ... یہیں۔ نائی۔ شرابی۔ جوا باز۔ چرس، بھانگ۔ چرسی تھا اور میری طبیعت مجھے ان باتوں کی طرف بہت ہی ... مائل تھی۔ آپ نے فرمایا کہ نذر کیا دو گے کیا سو یا دو سو روپیہ آڈ میں ... ننا کا بھوکا نہیں ہوں الغرض مجھ کو بیعت فرمایا۔ آپ کے دست ... مبارک صرف نے مجھ کو کچھ کا کچھ بنا دیا میں نمازی اور متشرع آدمی بن گیا۔ اور سب ... برائیاں عادتاں مجھ سے چھوٹ گئیں۔ پھر چونکہ میں قرضدار تھا۔ بھائی ... دعا کی سفارش کی کہ عالیجاہ دعا فرماؤ کہ خدا وند کریم اس کو قرض سے سبکدوش کرے۔ آپ نے فرمایا کہ رزق تو ملتا ہے لیکن بیگانی عورتیں نہیں رہنے دیتیں۔ الغرض چند دنوں بعد قرض تو ادا ہو گیا۔ لیکن ... بیت بخیر نہ ہونے کی وجہ سے پھر وہ برکت نہ رہی۔ تھانیدار کرم ... نے ایک دفعہ ذکر کیا کہ خواجہ

غریب نواز ایک دفعہ جہلم اسٹیشن کے ریڈنگ روم میں تھے۔ میں بھی وہاں پر قدم بوس ہوا۔ نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ نے حکم فرمایا کہ وضو کر لو یہاں پر نماز جماعت سے پڑھیں گے اسٹیشن ماسٹر ایک انگریز تھا اس نے جماعت سے روک دیا۔ آپ باہر ایک میدان میں چلے گئے لیکن اس کا یہ حشر ہوا کہ ایک جرم میں ایسا پکڑا گیا کہ فی الفور معطل ہو گیا اور خون کے آنسو بہاتا اور کف افسوس ملتا پایا۔ اعاذ نا اللہ من غضب اولیائہ۔ نقیر سید ... شاہ صاحب خلیفہ ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور برخوردار کی سنت ختنہ پر جب دوالمیال میں تشریف لائے تو جون والے کنوئیں میں بالکل پانی تھوڑا تھا۔ آپ کو کنوئیں پر لیجا کر دعا کرائی گئی اور نیز اس میں آپ نے تھوک مبارک پھینک دی اور حکم فرمایا کہ اب کھودو۔ چنانچہ کھودنے پر د... سم جاری ہو گئے کہ اب تک باوجود یکہ بال مویشی اور سب باشندگان دہ د... اس سے پانی لیتے ہیں لیکن پھر کبھی پانی کم نہیں ہوا۔ حضرت غریب نواز اعلیٰ کے زمانہ میں ایک فتح خاں نمبردار ذیلدار تھا۔ ہمیشہ لنگر کے لئے چھ بور... گندم دیتا تھا۔ کوئی شخص کسی عورت کو اغوا کر کے نمبردار مذکور کے گھر لے آیا۔ ذیلدار نمبردار اس لڑکی کو لے کے حضرت اعلیٰ کی خ...ت میں حاضر ہوا کہ جناب اس کا نکاح پڑھ دیں۔ غریب نواز نے فرمایا کہ ہمیں نکاح پڑھنا نہیں آتا۔ ذیلدار کو بڑا غصہ آیا اس بات پر کہ آپ کے پاس چالیس پچاس عالم رہتے ہیں۔ نکاح پڑھنا نہیں جانتے۔ آپ جسے اشارہ کرتے پڑھ دیتا۔ ذیلدار نے غصہ میں کہا کہ اچھا میں ت...ے دانے بند کر دوں گا۔ حضور غریب نواز نے فرمایا اللہ لطیف لعبادہ یرزق من یشاء وھو القوی العزیز ذیلدار صاحب ہمارا رزاق اللہ ہے۔ اسی پہ ہمارا بھروسہ ہے قدرت دی اعلیٰ حضرت کی کرامت ... شریف میں قحط پڑ گیا۔ سید محمد شاہ صاحب سابق تھانیدار شا...ر والے خلیفہ حضور کے غلام کو پتہ لگا۔ ساٹھ بوری غلہ گندم د... نہ فرمائی تو اعلیٰ حضرت نے چھ بوری

اس ذیلدار کے گھر بھی دے دیں ذیلدار یہ دیکھ کے حیران رہ گیا۔ یہ کرامت حضور کی دیکھ کے میلا بنا کے حضور کو راضی کرنے آیا اور بڑی عاجزی اور زاری کی۔ حضور غریب نواز نے فرمایا فتح خاں دیکھو اگر ہم یہ نکاح پڑھ دیتے تو لڑکی والے الگ ناراض ہوتے تہمت تمام جہان کی۔ اچھا رہا تو بھی راضی رہ گیا۔ لڑکی کے وارث بھی راضی رہ گئے۔ بس درویش کو ایسے جھنجھٹ میں نہیں آنا چاہیئے۔ (آپ کی مرض اموت کا مفصل حال) ۱۲۔ ماہ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ ایک پھنسی کے نمارضہ سے جو انگشت سبابہ اور وسطی کے درمیان تھی بیمار ہوئے۔ اور قدرے بخار بھی ہو گیا۔ حضور نے اپنی عادت مالوفہ کے مطابق شہر سے باہر نالہ میں خیمہ لگوایا اور اس میں قیام فرمایا ساعت بہ ساعت اس پھنسی کو دم کیا کرتے اور حاضرین وجہ کا سبب پوچھتے تو آپ فرماتے کہ ایک پھنسی ہے اس کا سخت درد ہے۔ اس وقت مولوی ظہور الحق صاحب بسالی آکر قدم بوس ہوئے۔ خادم نے آپ کا حال احوال پوچھا اور چپ چاپ ادب سے بیٹھ گئے تو حضور قبلہ عالم اپنی زبان زر فشاں سے یہ ہندی شعر پڑھنے لگے

نہ پڑھ جنازہ نوا سے نمازی
اگر بہ میرم بہ عشق بازی
نہ ہیں مرا ہول ہوا ہوں غازی
براہ ساجن جیلن ہوا ہے

آپ اسی شغل میں تھے کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا وہاں سے آکر آپ نے نماز جماعت کے ساتھ پڑھی مسجد میں پھر بنگلہ میں چلے گئے درد اگرچہ سخت تھا لیکن چہرہ مبارک کی بشاشت سے معلوم نہ ہوتا تھا

وصل پیدا گشت از عین بلا
زین حلاوت شد عبادت باقلی
رنج گنج آمد کہ راختہا در وست
مغز تازہ شد چہ بخراشد پوست۔

تصرّف اسی کو کہتے ہیں کہ مصیبت اور رنج کے وقت دل میں فرحت و سرور ہو۔ فی الفور آپ کی بیماری کا آوازہ اکناف عالم میں پھیل گیا۔ وابستگان جوق درجوق بیمار پرسی کے لیئے آنے جانے شروع ہوگئے اور صدقہ خیرات عام کیا گیا ؎

فغاں نالہ و زاری سرا شک چہ سود
چہ دادنِ ہمہ دادند بود نی ہمہ بود

مولوی عبدالرؤف صاحب اورنگ آبادی نے ادویہ مفیدہ سے پھنسی کا علاج معالجہ کیا۔ حتیٰ کہ پھنسی وغیرہ کا درد جاتا رہا اور وہ بھی اچھی ہو گئی۔ لیکن آپ کا جسم مبارک نہایت کمزور اور ناطاقت ہوگیا اور زبان حال سے آپ فرماتے تھے ؎

من غمش بصد گلستاں ندہم
خاک قدمش باب وحیواں ندہم
درد کہ مرا در غم او حاصل شد
آں درد بصد ہزار درماں ندہم

پھر آپ نے میٹھا پلاب طلب فرمایا اور نوش جان کیا پھر حالت دگرگوں ہو گئی۔ عقدار نے گویا کہ زبان حال سے یوں عرض کی ؎

زاں لب شیریں تکلم یک سخن گر بشنوم
تا قیامت آں سخن ورد زبانِ ما شود

اس حالت میں اکثر اوقات آپ اپنی آنکھوں کو بند کر کے ذکر و فوف قلبی میں مشغول ہو جاتے۔ پھر جب لوگوں کی آواز کان میں پڑتی تو مولوی احمد خاں صاحب سجادہ نشین کو فرماتے کہ آج منگوار ہے میری وفات کی تاریخ لکھ لو اور لوگوں کو بنگلہ سے باہر نکال دو کہ میں اکیلا ہو کر ذکر الٰہی میں مشغول ہوں۔ حافظ بدرالدین صاحب نے عرض کیا ؎

اگر شب باقی بمہماں سرا

دل و جان من بر تو باو ا فدا

حضرت قبلۂ عالم نے عمزدوں کی تسلی اور اطمینان کے لیئے فرمایا کہ اچھا جیسے اللہ کی مرضی رضائے مولیٰ از ہمہ اولےٰ ؎

اگرم خلاص جوئی وگرم ہلاک خواہی
سر بندگی بہ خدمت بہ نہم کہ پادشاہی

دوسرے دن بارھ وار کو اشراق کے وقت تیراں روز بیمار رہنے کے بعد خاتم المرسلین کی مانند جیسا کہ صحیح روایتوں کی رو سے آپکی بیماری بھی تیراں روز رہی تھی۔ داعی اجل کو لبیک کہا اور رب اغفرلی والحقنی بالصالحین یا رفیق الاعلے فرماتے ہوئے وصال پا گئے۔ اِنّا للہ و انا الیہ راجعون ؎

چو در طاعت گری عمرش بسر آمد
بجاں دادن چو مرداں خوش بر آمد
نہ پنداری کہ جانرا رائگاں داد
فروغ روئے جاناں دید جاں وید

حلقہ نشینوں اور مریدوں نے دلوں پر صبر کی سلیں رکھ لیں اور فصبر جمیل کہہ کر فلک کجرفتار سے شکوہ شکایت شروع کی ؎

با ما فلک جفا نہ کردی چہ بدی
وز یار قدم جدا نہ کردی چہ بدی
چہ آخر کار بے تو باید زیست
اوّل با تو آشنا نہ کردی چہ بدی

او صیت نامہ حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ احمد میردی قدس سرۂ العزیز ؎ سب پیر بھائیوں کو معلوم ہو کہ میاں جلال الدین معروف جھگی والے اوّل سے آخر تک میرے ہر دو ہاتھوں سے میرے جانشین ہیں۔ لیکن اس وقت چونکہ وہ نہایت کمزور ہیں۔ اور لنگر کا کام ان سے سرانجام نہیں دیا جاتا۔ لہذا مولوی احمد خاں صاحب کو میں اپنا قائم مقام

کرتا ہوں اور لنگر کا کام کارنیزان کے حوالے ہے۔ اور بدرالدین کو قبر پر چراغ جلانے کی خدمت پر مقرر کرتا ہوں۔ مولوی احمد خاں کو چاہیئے کہ تین روپیہ ماہوار اس کو خرچہ دیا کرے۔ گو یہ فرض کیوں نہ ہے۔ اور دو روپے سرافراز خاں کو اور مولوی میر احمد صاحب میرے جگری یاروں سے ہیں۔ خدا کرے ہر ذرہ ان کے عشق میں زیادتی ہو۔ قرضہ اور خرچہ جنازہ گورکفن کے بعد جو مال باقی رہے۔ تیسرے حصہ کا مالک مولوی احمد خاں ہے اور دوسرے دو حصہ وارث لیں اور دیگیں اور کتابیں کل وقف ہیں اور زمین نیز وقف ہے فقیر دل کو واضح ہو کر اس جگہ آرام کر کے خدا کو یاد کریں اور کسی دنیا دار کے دروازہ پر نہ جائیں۔ زیادہ دعا۔

الراقم فقیر احمد در حجرہ (مبارک خود)
بروز منگوار ۲۷۔ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

نشان مبارک
صاحب محبوبان حق
در دل احمد بود ہر دم سبق
چکوالی

قطعہ تاریخ وفات خواجہ غریب نواز جناب مولانا مولوی احمد دین صاحب

صد ہزار افسوس از فوت رئیس الاتقیار — آنکہ میرا اشرف واد از معیان قربہا
اندریں قحط الرجال ایں بود یک فرد الوجود — فقر را مصداق صادق شائقاں را رہنما
جمل فرید الوقت بود ایں شاہ دعالش چوں فرید — پنجمیں شہر محرم حین صبح ارلعا
صاحبان دین را ایں صدمہ عظمی رسید — در فراقش خادماں در عقید عین البلا
مرحبا اے عندلیب چشتیاں راصفیا — مختصر تاریخ عمدہ گو زتمہا مرحبا
دیگر چہ ای اہل الیقین غمگین نہ باشد — کہ شد در تو ثواب ایں شیخ میرا
شدہ از عین لبسے مستور لیکن — لقاء اللہ صادق گشتہ دیرا
بتاریخ سن او با ادب گو — جزاک اللہ فی الدارین خیرا

لہم فیہا نعیم مقیم خالدین فیہا

قطعہ تاریخ از عبدی ؒ

دریغا شیخ عالم چشمۂ جود — شہ ملک سلیماں فیض آمود
فرید دہر فخر اہل عرفاں — وجود او مجسم نور معبود
ز فیض او جہاں سیراب گردد — لقائے او لقائے روئے مقصود
بجیشماں غلامان حضورش — رخ زیبا تہ آں دلدار مشہود
یکے مستغرق اند رجلوۂ حق — یکے در حیرت انوار معبود
کمر بستہ یکے بہ درس تدریس — یکے ہر روز و شب در بدل موجود
دریغا ظل او از فرق عالم — زچشمان عیاں بس گشت مفقود
بہ پنجم از محرم چہار شنبہ — بہ ملک جاودانی گرد دید رود
ندائے ارجعی آمد چو در گوش — زوار رے بے لقا رحلت بہ فرمود
چو پیغام وصال یار آمد — رواں گردید تا یکدم نیاسود
رخ خود در نقاب خواب پوشید — باکناف جہاں ظلمت بیفزود
قمیص تن نہ زیبد در میانہ — برائے وصل عریاں تاختہ زود
الٰہی باد فیض او مسلسل — کہ تا باشد حیات دہر ممدود
خصوصا آنکہ بنشاندش بر مسند — کہ عین اوست اندر تار ہم پود

بگفتا حاتفم از بہر تاریخ
بگو عبدی لہٖ خاص خدا بود

(حالات مولینا و بالفضل اولانا مولوی احمد خاں صاحب حضرت ثانی خلیفہ محبوب ربانی سجادہ نشین حضرت خواجہ احمد میروی قدس سرہٗ)
آپ کا نام احمد خاں باپ کا نام محمد پناہ ۱۲۸۷ھ بمقام چکوڑالہ میں آپ پیدا ہوئے اور ۱۲۹۹ھ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور یتیم ہو گئے۔ والدہ ماجدہ کے زیر دامن پرورش پائی۔ جب پانچ سال کے ہوئے تو ریوڑ چرانے کا شوق غالب ہوا۔ سو کچھ عرصہ ریوڑ چرایا اور اس سنت کو بھی پورا کیا۔ والدہ صاحبہ اور خالہ صاحبہ چونکہ قدرتاً دوسرے لڑکوں سے ان کے ساتھ زیادہ محبت رکھتی تھیں۔ سو یہ تکلیف گوارا نہ کی گئی۔ آپ کو حافظ عبداللہ کے پاس مسجد میں لے جا کر طلبا ریں داخل کر دیا۔ جب نصف پارہ پڑھ چکے تو استاذ صاحب نے میرا شریف جانے کا عزم بالجزم

گیا۔ کیونکہ وہ خواجہ عالم کے مرید تھے۔ تیسرے روز آپ بھی چپکے نکل کے میرا شریف روانہ ہو گئے ؎

دشنۂ در گردنم افگندہ دوست
می‌برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

استاذ صاحب سے بھی پہلے حضور کی خدمت میں جا پہنچے۔ دوسرے روز استاذ صاحب پہنچے بیعت ہو کر چھ ماہ تک حضور کے دولتکدہ پر مقیم رہے اور فیض باطنی حاصل کیا۔ چھ ماہ کے بعد استاذ صاحب نے جب واپس ہونے کا ارادہ کیا تو مولوی صاحب نے بھی ہمراہ جانے کے لئے اجازت لی۔ خواجہ غریب نواز نے بطور شفقت نصیحت فرمائی کہ چھوٹے میاں تم کو علم سکھانا بہت ضروری ہے۔ اور میری اجازت بغیر اِدھر اُدھر مت جاؤ اور اگر کہیں جانا ہو تو مجھ سے اوّل اجازت لینا اور استاذ کا حق ادب نگاہ رکھنا اور استاذ کی خدمت اور درویشوں سے لازمی طور پر مروّت کرو ؎

ادب تاج است از لطف الٰہی
بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

واپس ہو کر چند سال گھر میں مقیم رہ کر قرآن کریم اور نظم کی کتابیں کریما سے لے کر سکندر تک ختم کیں پھر استاذ صاحب نے آپ کو صرف و نحو کی تحصیل کے لئے کھیوال تحصیل چکوال میں مولوی صاحب خاں ملک کے پاس بھیجا جو اس فن میں یکتائے زمانہ تھے صرف نحو پڑھا اور پھر اور علوم پڑھنے کا خیال آیا۔ سو اوّل حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تحصیل علوم کے لئے آپ سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا ؎

ہرگز نہ شنوی سیر بیابان طریقت
تا سگ شدہ در کوچۂ بازار نہ گردی

اسی لئے پنجاب کے اطراف و اکناف میں علماء کے پاس جا کر خوشہ

چینی اور دریوزہ گری کی علوم عربیہ اور فنون عقلیہ سیکھے ؎

چو باد از خرمن جانان ربایدن خوشہ تا چندے
زہمت توشہ بردار و خود تخمے بکار آید

مختلف درسوں میں تعلیم پائی۔ بل کستر تحصیل چکوال۔ چک چکوڑہ مریلہ دہیہ پور ضلع جہلم موضع بھڑد۔ قلعہ بکھڈ شریف۔ کھائبہ تلہ گنگ۔ شکار پور۔ سہرویہ۔ علوم حدیث اور تفسیر سکندر پورہ ضلع ہزارہ میں مالیعیر قرأت صحاح ستہ و جلالین و بیضاوی پڑھیں۔ سند لے کر گولڑہ شریف میں حضرت شاہ صاحب کے عرس پر حضور کی قدم بوسی کی۔ ۲۸ شعبان ۱۳۰۷ھ کو حضور انور نے اپنے ہاتھوں سے دستار فضیلت آپ کے سر مبارک پر باندھی اور اپنے ساتھ میرا شریف لے گئے۔ پھر حضور سے رخصت ہو کر گھر والدہ ماجدہ کی خدمت کے لئے تشریف لے گئے۔ چند ایک مہینے رہے پھر آپ کی زیارت کے شوق نے ایسا گھبرایا کہ اٹھ کر میرا شریف چلے آئے اور زنجیر الفت میں ایسے جکڑے کہ پھر والدہ کی وفات ۱۳۲۲ھ میں جب ہوئی تو پھر حضور کی صحبت نہ چھوڑ سکے۔ جب تک بقید حیات رہے ہمیشہ اپنا زمانہ طالب علمی میں حضرت اعلیٰ نے ایک پیراہن میں کئی سال گزارے وہ جامہ مبارک تا حال بطور تبرک محفوظ ہے۔ غرضیکہ آپ بڑے سادگی پسند تھے۔ کھانے میں کیا پینے میں کیا پہننے اور رہنے سہنے میں کیا ؎

کسریٰ کا تاجور دیکھا وہ ہے پاؤں کے تلے
اور گھر میں ہے بچھونا کا بستر بچھا ہوا

ملفوظ فرمایا دنیا فضولے است گر پانچ چیز ناں کہ سد رمق بود آبیکہ تشنگی برد لباسیکہ ستر شود اور آپ کی خدمت میں مقیم فقراء جو سلوک سیکھنے کو ٹھہرتے عملی طور پر پاس رہ کے مجاہدے ریاضتیں کرتے ان پر بڑی خاص عنایتیں ہوتیں اور سادات اور بزرگوں کی اولاد پر بڑی

رحم اور شفقت فرماتے ۔ دنیاداروں سے زیادہ غریبوں اور مسکینوں کا خیال زیادہ فرماتے ۔ (استقامت علی الطاعة) ہر نماز کیلئے تازہ وضو فرماتے اور نماز باجماعت مسجد میں پڑھنے کی بڑی کوشش فرماتے ۔ جب کمزور اور ناتواں اور بڑی عمر کے ہوئے پھر بھی چارپائی یا ڈولی میں بیٹھ کے نماز مسجد ہی میں جا کے پڑھنے جماعت کے ساتھ اور جماعت کیلئے بڑی تاکید فرماتے ۔ کھانا اکثر مسکینوں کے ساتھ مل کے کھایا کرتے

(استجابت) دعا کا یہ حال ہے

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود

گرچہ در حلقوم عبداللہ بود

ایک دفعہ حضرت ثانی رحمۃ اللہ کو درد ریٹھگن ہو گیا ۔ بڑی تکلیف کسی معالج نے تبلایا کر داغ دلاؤ یعنی لوہا گرم کر کے داغ دو ۔ آپ نے سنا تو فرمایا کر نہیں میں دم کروں گا ۔ تین بار دم کیا ۔ درد رفع ہو گیا ۔ پیر فتح شاہ صاحب ذکر کرتے ہیں ۔ کہ گڑھی شریف حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ سے سوال کیا کہ پیر کامل کیسے کہتے ہیں ۔ ارشاد فرمایا کہ پیر کامل وہ ہوتا ہے کہ جس کی بیعت سے سابقہ گناہ بخشے جائیں اور ایسا پاک و صاف ہو جائے کہ گویا آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے ۔ دوسرا بوقت نزع مرید کو شر شیطان سے بچا لے اور اس کا خاتمہ ایمان پر ہو جائے تیسرا منکر نکیر کے سوالات و جوابات سے پیر پہلے موجود ہو ۔ مولوی احمد خاں صاحب حضرت ثانی کی دستار فضیلت بھی اپنے پیر طریقت سے بندھوائی ۔ آپ نے حب علمی و عملی کا ملکہ بھی حاصل کیا ۔ باقاعدہ مطب بھی شروع کیا ۔ تھوڑے عرصہ میں اطراف واکناف میں بڑی عام شہرت ہو گئی ۔ بیمار قطار در قطار آنے لگے ۔ ابھی چند ماہ ہی گذرے تھے کہ اعلیٰ حضرت کے عشق میں پیچاں و غلطان رہتے ہوئے کچھ وقت حسب الارشاد درس و تدریس میں گزارا ۔ بہت وقت سوز و گداز میں گزرا ۔ طب و مطب چھوڑ چھاڑ سیدھا راہ پکڑ لیا ۔ تمام

امور انتظامی متعلقہ لنگر آپ کے سپرد ہو گئے ۔ آپ نے اپنا زمانہ کر رعب وداب ۔ امانت و دیانت سیاسی شعور سے گزارا ۔ اعلیٰحضرت فرمایا کرتے کہ مولوی احمد خاں عمر ثانی ہیں ۔ اپنی جدی جائداد اپنے بھائی کے نام کر دی ۔ اور خود کو اعلیٰ حضرت کے سپرد کر دیا ۔ بیس سال دور سجادہ نشینی کا ایسا گزارا کہ فی الحقیقت عمر ثانی ثابت ہوئے اچھے بڑے مجاہدے اور ریاضتیں کیں ۔ اور فنا فی الشیخ کا نمونہ دیا ۔ تمام عمر اتباع سنت اور متابعت پیر روشن ضمیر رحمۃ اللہ علیہ میں سر مو فرق نہ آیا ۔ درس و تدریس اور نمایاں معرفت الٰہی کی آمد میں کمی نہ ترقی ہو گئی آپ نے مسجد اور کنوئیں ۔ تالاب مسافر خانے روضہ شریف عالیشان بنوائے یہ فیض بھی بیس سال جاری رہا ۔ آخری ایام پوچھا گیا کچھ وصیت فرمائیے ۔ آپ نے فرمایا وصیت کیسی ۔ وصیت دولت کے لئے ہوتی ہے ۔ آپ کے حالات وکرامات واقعات بالتفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ۔ وہ بطور ضمیمہ جمع کر کے پھر نہج میں لے لئے جائینگے ۔

حضرت ثالث

فقیر عبداللہ موجودہ سجادہ نشین صاحب مدظلہ والد کا نام عبدالرحمان جو حضرت ثانی مولوی احمد خاں مرحوم کے بڑے بھائی تھے ۔ دادا کا نام محمد پناہ ہے جناب کی عمر اس وقت تقریباً ۷۰ ۔ ۸۰ برس ہے ۔ جناب کا نام حضرت ثانی مرحوم نے اپنے خاندانی رسم و رواج کے برعکس فقیر عبداللہ رکھا ۔ جب آپ پانچ سال کے ہوئے تو اپنے پاس میرا شریف بلا کر تعلیم و تربیت شروع کر دی جب آپ کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا تو حضرت ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کی دونوں ہمشیرہ کو بھی میرا شریف بلا لیا اور جکڑالہ کی سکونت چھڑا دی بعد ازاں حضرت ثالث نے حضرت ثانی رحمۃ اللہ کے پروگرام کے مطابق حسب مقدور تعلیم حاصل کی آخر جب ذمہ داری کے لئے ۔ قدرت نے انھیں تیار کیا اسے سنبھالنے کا وقت قریب آ گیا

اور حضرت ثانی علیہ الرحمتہ نے اپنے صحت و توانائی کی حالت
میں حضرت خواجہ تونسوی رحمتہ اللہ کے عرس مبارک پر
جناب کی دستار بندی کرائی اور اپنا جانشین بنایا اور پھر
میرا شریف حضرت قبلۂ عالم کی مزار شریف پر لے جا کر فاتحہ
خوانی کر کے کام سپرد کیا۔ آپ کی کئی شادیاں ہوئیں۔ اور
اولاد نرینہ میں سے چار صاحبزادے ہیں بڑے صاحبزادے
منظور احمد صاحب چیئرمین یونین کونسل میرا شریف۔ ان
سے چھوٹے صاحبزادہ محبوب احمد صاحب جو بفضلہٖ تعالیٰ
دینی۔ دنیاوی تعلیم سے آراستہ و پیراستہ ہیں آپ منشی فاضل
ہونے کے ساتھ ساتھ درسیات نظامیہ پر بھی عبور رکھتے ہیں۔ آپ
اپنے اسلاف کے صحیح اور سچے نمونہ ہیں۔ جناب قبلہ خواجہ خان محمد
صاحب مدظلہٗ سجادہ نشین دربار عالیہ تونسہ شریف اور حضرت
مولانا احمد دین صاحب سجادہ نشین مکھڈ شریف کی طرف سے
آپ کو بیعت کرنے کی اجازت مل چکی ہے۔ آپ عرصہ چار
پانچ سال سے آپ مغربی پاکستان کے مختلف علاقوں میں حلقہ
مریدین کے اندر مسلک احناف و اولیاء اللہ کی اطاعت میں
تبلیغی کامیاب دورے کر رہے ہیں۔ آپ کے دوروں میں
صحیح سنی مسلک کے علمائے کرام مثلاً صاحبزادہ ارشاد حسین
صاحب مدظلہٗ چورا شریف و مولانا عثمان غنی جاوا تحصیل چکوال
وغیرہ ساتھ چند نعت خواں رہتے ہیں حلقہ مریدین میں آپ کو غیر معمولی
مقبولیت حاصل ہو چکی ہے۔ آپ اپنی ہر دلعزیزی کی وجہ
سے مریدین کی غمی و خوشی اور دوسری تقریبات میں
اخلاقِ حسنہ کی وجہ سے شامل ہونا لازمی سمجھتے ہیں۔ عرس
کے موقعہ پر دربار عالیہ میں مریدین کی مہمان نوازی میں بڑے
انہماک اور شوق سے حصہ لیتے ہیں۔ ہر مرید کی طرف

نظر رکھتے ہیں۔ اسلامی اجلاسوں کی صدارتوں کے لئے بھی آپ ہی کا
انتخاب کیا جاتا ہے۔ آپ ایک خالص تبلیغی جماعت کے انعقاد
پر بھی تلے ہوئے ہیں جس کا اجراء یارانِ طریقت کے مشورہ
پر جلدی ہونے والا ہے۔ آپ پچھلے پانچ سالہ میں بھی بی ڈی ممبر
بنے اور موجودہ پنجسالہ میں بھی بلا مقابلہ ممبر بنے۔ تیسرے
صاحبزادہ مقبول احمد صاحب جو مشائخ کانفرنس کے ممبر ہیں
اپنی ذمہ داریوں کی خوب مہارت رکھتے ہیں اور مجاہد بھی ہیں۔
چوتھے صاحبزادے ظفر احمد صاحب ہیں جو سب سے چھوٹے ہیں
ہر چار شادی شدہ ہیں اور دینی و دنیاوی علوم سے حصے وافر
رکھتے ہیں۔ دو صاحبزادیوں کی شادی ہو چکی ہے۔ ایک کی شہزادہ
ارشاد صاحب چورہ سے دوسری صاحبزادی کی شادی لشن کے
ایک شریف فرد ظفر احمد صاحب سے ہوئی دو صاحبزادیاں ابھی
نابالغہ ہیں۔ آپ کے دور میں ترقیاں جامع مسجد کی تعمیر و ترمیم
خراس کی جگہ مشین آٹا پیسنے والی۔ باغ بالمقابل تالاب صاحبزادوں
کی رہائش کے لئے پختہ مکانات۔ اچھی سڑکیں، چشتی ٹرانسپورٹ
اور عارضی بجلی روشنی کے لئے پاور ہاؤس۔ پہلے میرا شریف
میں جمعہ اور عید کی نماز نہیں ہوا کرتی تھی اب حضرت ثالث
کے زمانہ میں بہت جھگڑوں۔ رکاوٹوں کے بعد جمعہ عید وغیرہ پڑھی
جانے کا فیصلہ ہوا۔ کیونکہ زمانہ نے حالات بدل دیئے۔ اب ایک
مولانا محمد ریاض الدین صاحب صحیح العقیدہ سنی حنفی مستند
جامعہ رضویہ مظہر الاسلام کی خدمت حاصل کی آپ جامعہ اسلامیہ
رحمانیہ ہری پور ہزارہ جیسے مرکزی مقام میں نائب صدر رہ
چکے ہیں۔ جو میرا شریف کے فتاویٰ لکھنے جوابات اور شاگردوں
کا اسباق بموجب کورس اور تبلیغ کے کاروبار میں سرگرمی سے
حصہ لیتے ہیں۔ چند ایک

نمایاں نظر آتے ہیں۔
۸۔ نماز با جماعت کا سخت اہتمام۔ حتیٰ کہ معذوری کی حالت میں بھی چار پائیوں اور ڈولوں میں بھی پڑھ کر مسجد میں جماعت میں شریک ہوتے ہیں۔
۹۔ ہمیشہ ایک لباس سیاہ یا نیلی تہمد۔ چار ترکی ٹوپی سر پر اوپر سبز چادر۔ سوٹی ہوتی۔

آپ کے خلفاء کے اسمائے گرامی

۱۔ مولانا نور محمد جکڑالہ۔ جلال الدین صاحب معروف شاد بھیکی والے مرحوم۔ مولوی میر احمد صاحب بساوی مرحوم مولوی اکبر علی صاحب مرحوم میانوالی۔ مولانا کلام اللہ صاحب مولانا نور حسین صاحب مرحوم چادلی۔ سید لعل شاہ صاحب وڈلمیانوی سید حبیب شاہ صاحب چادلی مرحوم۔ مولانا محمد نواز صاحب کوٹ بھائی۔ سید فیض اللہ شاہ صاحب چھپر علاقہ پچھوالہ مرحوم۔ جناب عبدالسلام صاحب مرحوم یکندر پورہ۔ الحاج میاں مہر صاحب پشاور قصہ خوانی۔ جناب مولانا محمد ریحان صاحب نوال شہر۔ سید محمد شاہ صاحب تھانیدار شاہ پور۔ جناب احمد دین صاحب بیلی جناب محمد غوث صاحب بڈھیانوی۔ مولانا احمد گل صاحب ادووالی جناب شاہ محمد حسین صاحب جھنگ نصر اللہ تحصیل چنیوٹ۔ امام چک ۱۹۵ نیلیانوالہ۔ حاجی پیر غلام حسین شاہ صاحب معروف کوٹ نیقر سیار شاہ محمود صاحب خطیب مسجد حاجی غائب کیماڑی کراچی ۲۔ صاحبزادہ محمد خالد گوجرانوالہ۔ پیر فقیر احمد دین چشتی مہری تل بازار متصل مسجد بمبئی ۳ انڈیا۔ مولوی عبد الرحمان۔ مولوی محبوب الرحمان متصل گھنٹہ گھر ملتان۔ پیر بابا تحصیل ضلع میانوالی۔ کالاباغ۔ حاجی فضل کریم صاحب چکوالی۔ نیہر۔ فتح شاہ صاحب جہلم راولپنڈی۔ پیر فتح شاہ صاحب مڑیالی

سید کرم حسین شاہ صاحب۔ دوالمیال جو ہاسیدن شاہ۔ مولوی غلام جیلانی میانوالی۔ مولوی فخر دین صاحب بریلوی۔
یہ اسماء ہیں جو مرکز نے بتلائے۔
ان میں کچھ فوت ہو چکے ہیں۔ اور کچھ حیات بھی ہیں۔ اور ایسے اسماء بھی ہیں جو لکھے نہیں گئے۔ اگر وہ اصحاب اپنے اسمائے اور پتے لکھ کر بھیج دیں تو آئندہ اشاعت میں ان کے نام بھی کتاب مذکورہ میں شائع کئے جا سکتے ہیں۔

پیر بھائیوں کی سرد مہری اور بے اعتنائی

مدت ہو گئی کہ یہ کتاب لکھی گئی اور شائع عام کی گئی۔ تعداد ایک ہزار اس میں درگاہ سے وابستگی رکھنے والے خاندان اور تمام پیر بھائیوں سے اپیل کی گئی کہ وہ اپنے اپنے حالات لکھ کر میرے پاس بھیج دیں۔ اپنے حضور کی سوانح کے متعلق تاکہ ان کو بھی درجہ بذریعہ حضور کی سوانح حیات کے ساتھ شائع کیا جائے لیکن کسی صاحب نے ابھی تک توجہ نہیں دی۔ لہٰذا مکرر عرض ہے کہ مہربانی کر کے اپنے حالات جو سوانح حضور میں شائع کرنے کے لائق ہیں بھیج دیں تاکہ اگلی اشاعتوں چھپوا کر شائع عام کی جائیں۔

عرس ہائے میرا شریف

تحصیل پنڈی گھیب ضلع کیمبل پور

چھوٹے بڑے عرس کئی ایک منائے جاتے ہیں مگر دو عرس ان کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے وہ یہ ہیں
۳۔۴، ۵ محرم الحرام کو اعلیٰحضرت اول ۱۹۔۲۰۔۲۱ صفر المظفر حضرت ثانی رح

تقریظ

مرشد کے متعلق مولانا رومؒ کا ارشاد ہے سہ

آں نبیٔ وقت باشد اے عزیز

لیکن میری رائے یہ ہے کہ شیخ وقت قائمقام نبی ہے۔ ان امور میں جو مختص بالنبوۃ نہیں۔ غرضیکہ جس طرح نبی کی یہ شان ہے۔ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ و نفسہ اس کا عکس شیخ کے ساتھ تعلق میں بھی ہونا چاہیئے۔ اور یہ اس لئے کہ مرید باب افعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ باب افعال کے خواص میں اک خاصہ یہ بھی ہے کہ وہ سلب مأخذ کے لئے آتا ہے۔ تو اب مرید کے معنی ہوئے مسلوب الارادہ۔ جس کا اپنا کوئی ارادہ نہ ہو۔ بلکہ مرشد کے ارادہ میں اپنے ارادہ کو فناء کر دیا ہو۔ اور یہی تصوف کی وہ کڑی منزل ہے جسے عبور کرنا بڑا مشکل ہے۔ مولانا سید کرم حسین شاہ صاحب اعلیحضرت پیر ودی رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کے خلفاء کی محبت میں فنا ہیں۔ یہ کتابچہ اسی محبت اور عشق کی یادگار ہے۔ جسے آپ دوبارہ شائع عام کر رہے ہیں۔ خداوند تعالے آپ کی کوشش کو کامیاب کرے

سید جلال شاہ

مہتمم شعبۂ السنۂ شرقیہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور (فاضل دیوبند و مولوی فاضل پنجاب یونیورسٹی لاہور) خاکپائے غوث زمان قیوم دوراں و مخدوم جہاں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ

تقریظ

کتاب مذکورہ کے مصنف سید کرم حسین شاہ صاحب نے فرمایا کتاب کی فارسی یا پنجابی اور پھر اجازت از حضرت ثانی پھر ترجمہ اردو کر کے کتاب کی ایک ہزار کاپی کر کے پیش کرنے کا واقعہ اس کو پوسر دے کر دعائے قبولیت کا ذکر کیا۔ اجابت دعا کا پھر یہ اثر پایا کہ ایک ہزار کاپی ختم ہو گئی۔ کئی مصنفین نے اپنی تصنیفات کو اس کی جگہ لانے کی بڑی کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہو سکے۔

اب مریدین نے اتنی احتجاج کی کہ سجادہ نشین صاحب تنگ آ گئے۔ مصنف صاحب کو مجبور کیا بلکہ خرچ دیا اور کتاب چھپوائی۔ اور مصنف نے سخت گرمی میں جان جوکھوں میں ڈال کے اس حکم کی تعمیل کی کتاب چھپوا کے شائع عام کی۔ اللہ تعالے مزید قبولیت بخشے

آمین

مولانا سید گلزار حسین شاہ گیلانی

کو الیفائڈ بہاولپور اکیڈمی ڈسٹرکٹ خطیب اوقاف

جامعہ شیرازیہ ۔ چوہا سیدن شاہ ضلع جہلم

اہل سنت والجماعت کے عقائد حقہ کی تبلیغ و اشاعت

دنیا میں انسان کے لئے مذہب حقہ کے عقائد کے حقہ تبلیغ و اشاعت سے بڑھ کر کوئی اچھا کام نہیں۔ اسلام کی ذاتی خوبیوں نے خود دنیا میں ثابت کر دیا ہے کہ مذہب حقہ دنیا پر اب بھی یہی ہے۔ جو انسان کی ترقی دارین کا ضامن ہے۔ گذشتہ صدیوں میں اسلامیوں کی غفلت اور باہمی خصومت سے مخالفوں کو میدان خالی ہاتھ آیا۔ انہوں نے اسلام کو ایسی بدنما صورتوں میں دکھانا شروع کیا کہ جس سے ناواقفوں کو خواہ مخواہ نفرت و حقارت ہوئی ——

لہذا

یہ سلسلہ عقائد کی تشریح کا بالکل سادہ سلیس ہے تاکہ ہر ایک سمجھ سکے۔ دلائل پختہ سے مدلل و براہین قاطعہ سے مزین کتاب۔

پہلی کتاب عقیدہ توحید پر کتاب زیر طبع ہے

جلد ہی خریداروں میں اپنا نام نوٹ کرا لیں

السلام و علیکم
امید کرتا ہوں آپ خیریت سے ہوں گے
اس کتاب کو پی ڈی ایف کرنے کا مقصد
فی سبیل اللہ فراہم کرنا ہے لہذا اس سے
تجارتی مقصد نہیں ہے اس کو پڑھ کر
آگے سنڈ کریں اور اس بندہ ناچیز کو
اپنی دعاوں میں یاد رکھیں

خلیفہ مدنی تونسوی
تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی
خان پاکستان
+923321717717
pdf by



شیخ المشائخ قطب الاقطاب
حضرت خواجہ
شاہ محمد سلیمان تونسوی
المعروف پیر پٹھان
PDF
کی سوانح حیات مبارکہ کی کتب ہمارے پاس
PDF فائل میں دستیاب ہیں
جس بھائی کو چاہیئے وہ ہمارے واٹس ایپ پر مفت حاصل کرسکتا ہے
اس کے علاوہ دیگر تونسوی خواجگان کی سیرت
پر کتب اور اسلامی کتب بھی طلب کرسکتے ہیں۔
PDF
+92 332 1717717
خلیفہ مدنی تونسوی